﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۱۵ر جون ۲۰۰۱ء شمارہ ۲۴

۲۲ر ربیع الاول ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۱۵ر احسان ۱۳۸۰ ہجری شمسی

اصل زندگی آخرت کی ہے

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ احزاب کے وقت خندق کھود رہے تھے اور صحابہ مٹی اپنے کندھوں پر اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس موقع پر فرماتے تھے:

”اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے“۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو کچھ ہمارے نبی کریم ﷺ کی زبان پر جاری ہوا تھا اس کے پورا ہونے کا وقت آ پہنچا کہ مسیح موعود صلیب کو توڑے گا مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دور کرے اور اپنی حجج اور براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں

”اب کسر صلیب کے سامان کثرت سے پیدا ہوگئے ہیں اور عیسائی مذہب کا باطل ہونا ایک بدیہی مسئلہ ہو گیا ہے۔ جس طرح پر چور پکڑا جاتا ہے تو اوّل اوّل وہ کوئی اقرار نہیں کرتا اور پتہ نہیں دیتا مگر جب پولیس کی تفتیش کامل ہو جاتی ہے تو پھر ساتھی بھی نکل آتے ہیں۔ اور عورتوں بچوں کی شہادت بھی کافی ہو جاتی ہے، کچھ کچھ مال بھی برآمد ہو جاتا ہے تو پھر اس کو بےحیائی سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہاں، میں نے چوری کی تھی۔ اسی طرح پر عیسائی مذہب کا حال ہوا ہے۔ صلیب پر مرنا یسوع کو کاذب ٹھہراتا ہے۔ لعنت دل کو گندہ کرتی اور خدا سے قطع تعلق کرتی ہے۔ اور اپنا قول کہ یونس کے معجزہ کے سوا اور کوئی معجزہ نہ دیا جاوے گا باقی معجزات کو رد کرتا اور صلیب پر مرنے سے بچنے کو معجزہ ٹھہراتا ہے۔ عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ انجیل میں کچھ حصہ الحاقی بھی ہے۔ یہ ساری باتیں مل ملا کر اس بات کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہیں جو یسوع کی خدائی کی دیوار کو جو ریت پر بنائی گئی تھی بالکل خاک سے ملا دیں اور سرینگر میں اس کی قبر نے صلیب کو بالکل توڑ ڈالا۔ مرہم عیسیٰ اس کے لئے بطور شاہد ہو گئی۔ غرض یہ ساری باتیں جب ایک خوبصورت ترتیب کے ساتھ ایک دانشمند سلیم الفطرت انسان کے سامنے پیش کی جاویں تو اسے صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ اس لئے کفارہ جو عیسائیت کا اصل الاصول ہے بالکل باطل ہے۔

پس یاد رکھو کہ یہ وہ حقائق ہیں جو اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسیح موعودؑ پر کھولے ہیں۔ مَیں پکار کر کہتا ہوں کہ اب خدا کا وقت آ گیا ہے۔ جو کچھ ہمارے نبی کریم ﷺ کی زبان پر جاری ہوا تھا اس کے پورا ہونے کا وقت آ پہنچا کہ مسیح موعود صلیب کو توڑے گا۔ اس سے یہ مراد آنحضرت ﷺ کی نہ تھی کہ وہ صلیبیں توڑتا پھرے گا کیونکہ اگر صلیب توڑنے ہی سے کوئی مسیح موعود ہو سکتا ہے تو پھر صلاح الدین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں بہت سی صلیبیں توڑی گئی تھیں۔ علاوہ بریں صلیب کے اس طرح پر توڑنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ اگر ایک لکڑی کی صلیب توڑی جاوے تو دس اور بن سکتی ہیں۔ چاندی سونے کی بن جاتی ہیں۔ مگر نہیں۔ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کے لئے جو کسر صلیب مقرر کیا تو اس سے یہ ہرگز مراد نہیں تھی کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھرے گا کیونکہ اس سے ظالم ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ پس جو لوگ یہ اعتقاد کرتے ہیں وہ دین کو بدنام کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو اس جسمانی جنگ سے بری رکھا ہے اور اس کے لئے یہ مقرر کیا کہ يَضَعُ الْحَرْبَ تاکہ اس دودھ میں مکھی نہ پڑ جاوے۔

مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دور کرے اور اپنی حجج اور براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔ اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے۔ اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دور کر دے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں۔ تلوار کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا اعتراض کرنے والے اب سخت شرمندہ ہونگے۔ .... یہودیوں کے لئے خدا نے جو مسیح پیدا کیا تھا اس کی غرض بھی یہی تھی کہ یہودیوں کی اس آلائش کو دھو ڈالے جو جبر کے ساتھ اشاعت مذہب کی ان سے منسوب کی گئی تھی۔ اسی طرح پر چودھویں صدی میں جو مسیح موعود خدا نے اسلام کو دیا ہے اس کی غرض اور مقصود بھی یہی ہے کہ اسلام کو اس اعتراض سے صاف کرے کہ اسلام کو جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے۔ اس لئے اس کا پہلا کام یہی ہے کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔

انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام ﴿لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ کی تعلیم دیتا ہے۔ اور انہیں نہیں معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی گرجے نہ گرانے کا حکم دیتا ہے، کیا وہ جبر کر سکتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ ان مُلّانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں ان سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔ اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکہ نہ دیتے یا نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں مل سکتا تھا۔ مگر اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دور کرے اور اس کی خوبیوں اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے۔ چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لئے اس وقت جبکہ اسلام دشمنوں کے نرغے میں پھنسا ہوا بےکس اور یتیم بچہ کی طرح ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا میں عملی سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کروں“۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۷)

آپ کو اگر عزیز و رحیم خدا سے تعلق جوڑنا ہے تو لازماً عزت والا غلبہ حاصل کرنا چاہئے

جب تک ہم آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے ہم اس وجہ سے کہ محمد کا رب عزیز ہے ہم بھی عزیز ہونگے اور یقیناً عزت کے ساتھ دائمی غلبہ حاصل کریں گے اور کرتے چلے جائیں گے

جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک یہ ظاہر کرتا چلا جا رہا ہے کہ ہر سال جماعت احمدیہ کا غلبہ بڑھتا چلا جاتا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم جون ۲۰۰۱ء)

لندن (یکم جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد صفت رحیمیت کے موضوع پر

سلسلۂ خطبات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے قرآن مجید کی مختلف آیات کے حوالہ سے اس صفت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی اور ساتھ ساتھ ان آیات کی ضروری تشریح بھی بیان فرمائی جہاں اللہ تعالیٰ کی صفت ﴿اَلرَّحِیْم﴾ کا تذکرہ ہے۔ مختلف آیات کریمہ کے بیان میں حضور ایدہ اللہ نے وضاحت کے طور پر بعض احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔

حضور ایدہ اللہ نے صفت رحیم کے ساتھ مختلف دیگر صفات کے جوڑوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض جگہ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ کی بجائے ﴿عَزِیْزٌ رَّحِیْمٌ﴾ کے الفاظ آئے ہیں اور اس سے ایک خاص مضمون کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ عزیز کے معنے ہیں عزت اور غلبے والا۔ لوگ خواہ تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن حقیقی عزت اور غلبہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور رحیم کہہ کر اس طرح توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کی طرح تم بھی رحیم بننے کی کوشش کرو یعنی اپنے فیض کو ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار لوگوں کے لئے عام کرو تو تم بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فیض پاؤ گے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں عزیز رحیم کی صفات کے بیان سے قبل خاص طور پر آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ﴿اِنَّ رَبَّكَ﴾ اے محمد تیرا رب عزیز و رحیم ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اے محمدؐ تیرا رب ایسا ہے کہ جو اس وعدے کو کبھی ترک نہیں کرے گا کہ وہ تجھے ضرور غلبہ دے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک یہ ظاہر کرتا چلا جارہا ہے اور کرتا چلا جائے گا کہ ہر سال جماعت احمدیہ کا غلبہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ بھی عزت والا غلبہ حاصل کریں اور ظلم والا غلبہ نہیں۔ حضور نے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار فرمایا کہ ابھی بھی جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو جبر اور ظلم کا غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اہل و عیال پر، عزیزوں پر، بھائیوں پر ظلم و جبر کرتے ہیں مگر وہ عزت والا غلبہ نہیں ہے آپ کو اگر عزیز و رحیم سے تعلق جوڑنا ہے تو لازماً عزت والا غلبہ حاصل کرنا چاہئے جو دلوں پر ہوتا ہے۔

....

مکرم وسیم احمد صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا، کینیا کے وزیر سیاحت و ثقافت کو قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ اور حضور انور ایدہ اللہ کی کتاب.....Revelation کی ایک کاپی تحفۃً پیش کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ مکرم عبد المنان قریشی صاحب اور مکرم اے۔ ایم۔ گاکوریا صاحب کھڑے ہیں

مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ کینیا کے ایک جج مسٹر جسٹس شاہ صاحب کو
حضور انور ایدہ اللہ کی کتاب....Revelation کی ایک کاپی تحفۃً پیش کر رہے ہیں

............☆............

اگر کبھی جو چاند رات ذکرِ یار چل پڑے
ہمارے قلب و جاں پہ مثلِ زلفِ یار بَل پڑے

تمام رات دید کے لئے تھا رت جگا ہوا
کہ قلبِ مضطرب کو کوئی تیرے بن نہ کل پڑے

وہ کون شخص گڑگڑا کے رات گریہ زار تھا
کہ رحمت اللہ اب تلک اُبل اُبل پڑے

تمہارے انتظار کا خمار اس قدر چڑھا
کہ جامِ شوقِ دید کے پڑے پڑے اچھل پڑے

وہ کتنے موسموں سے جو چمن خزاں مثال تھا
جو بارشِ کرم ہوئی تو اس میں پھول پھل پڑے

ہمارا جذبہ جنوں وہاں پہ لے گیا ہمیں
جہاں ملامتوں کے تیر ہر طرف سے چل پڑے

میدانِ عشق کا وہی حسین شہسوار ہے
جو گر پڑے تو آپ اپنے پاؤں پہ سنبھل پڑے

کبھی جو کوئے یار سے ہمیں صدا ملی ظفر
عقیدتوں کی پالکی میں بیٹھ کر نکل پڑے

(مبارک احمد ظفر)

MTA انٹرنیشنل کے یورپین ناظرین کے لئے اہم اعلان

نشریات کے ڈیجیٹل دور کے تقاضوں کے پیش نظر یورپ میں MTA کی Analogue نشریات کا اختتام اگست ۲۰۰۰ء میں ہورہا ہے۔

ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل سروس حسب معمول Eutelsat Hotbird سیٹلائٹ پر جاری ہیں۔ ان ڈیجیٹل نشریات کے حصول کے لئے ڈیجیٹل ریسیور اور سیٹلائٹ ڈش درکار ہوں گی۔ مکمل تفصیل حسب ذیل ہے:

Position	13 degree East
Vide Frequency	10722 MHz
Polarisation	Horizontal
Symbol Rate	29900
FEC	3/4
Video PID	Auto
Audio PID	Auto
PCR PID	Auto

ناظرین کو چاہئے کہ وہ ایم ٹی اے کی نشریات کو بدستور حاصل کرنے کے لئے مندرجہ بالا تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب ڈیکوڈر وغیرہ کا انتظام بروقت کرلیں۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے اپنے ملک کے ایم ٹی اے یا سمعی بصری کے شعبہ سے رابطہ قائم کریں۔

(چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام

دُرِّثمین فارسی کے محاسن

بلحاظ فصاحت وبلاغت

(تحریر: میاں عبدالحق رامه (مرحوم) منشی فاضل، بی۔ اے)

دوسری قسط

(تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل انٹرنیشنل یکم رجون ۲۰۰۱ء)

فصاحت وبلاغت

فصاحت وبلاغت کیاہے؟بات کو ایسے طریق پر بیان کرنا کہ کلام خوبصورت بھی ہو، پراثر بھی اور آسانی سے سمجھ میں بھی آسکے۔ ہر شخص بولنے کی صلاحیت سے کسی نہ کسی حد تک اپنے خیالات کااظہار کرسکتاہے اور جوں جوں فراست اور تجربہ میں بڑھتا جاتاہے اپنے کلام کو مختلف طریق سے زیادہ مؤثراور خوبصورت بناتا جاتاہے۔ مناسب الفاظ چن کر، انہیں صحیح ترتیب دے کر، مثالیں لاکر (تشبیہ و استعارہ وغیرہ)، تزئین کلام کے دوسرے فنون (صنائع بدائع) استعمال کرکے، اور ترقی کرتے کرتے بعض اشخاص ایسا کمال حاصل کرلیتے ہیں کہ پھر بغیر کوشش اور تردّد کے ان کی زبان اور قلم سے فصیح وبلیغ کلام ہی نکلتاہے۔ یہاں تک کہ ان کا کلام حدیث قدسی "اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا" کے مطابق سحر حلال بن جاتاہے۔اس سحر حلال کو نظم کی شکل میں ڈھال لیاجائے تو اسی کانام شاعری ہے۔جو بعض ادبا کے نزدیک فصاحت وبلاغت کاانتہائی مقام ہے۔ اسی لئے کہاگیاہے کہ "حیث قیل فلو انّھم سألوا الحقیقة ان تختار لھا مکاناً تشرّف منه علی الکون لما اختارت غیر بیت من الشعر" کہ اگر حقیقت امر سے کہیں کہ وہ اپنے لئے ایک ایسی جگہ تجویز کرے جہاں سے وہ حقائق موجودات عالم پراطلاع پاسکے تو وہ بیت شعر کے علاوہ اور کوئی مقام پسند نہیں کرے گی۔

(ماخوذ از دبیر عجم صفحه ۵۱)

ایک بڑی حد تک تو یہ بات درست ہے کہ شاعری فصاحت وبلاغت کاانتہائی مقام ہے۔ لیکن کلیۃً درست نہیں کیونکہ منثور کلام بھی انتہائی طور پر فصیح وبلیغ ہوسکتاہے۔اور قرآن کریم اس کی بہترین مثال ہے۔ انسانوں میں بھی دوسرے کمالات کی طرح فصاحت و بلاغت کے مختلف مدارج ہیں۔ بعض لوگ کوشش کرکے بھی فصیح وبلیغ کلام پر قادر نہیں ہوسکتے اور بعض جیساکہ اوپر ذکر کیا گیاہے مشق اور تجربہ سے یہ شرف حاصل کرلیتے ہیں اور بعض اشخاص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فضیلت ودیعت کی جاتی ہے جیسے رسول کریم ﷺ کے اُمّی ہونے کے باوجود کوئی اور انسانی کلام آپؐ کے کلام کامقابلہ نہیں کرسکتا۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو بھی آنحضرت ﷺ کی متابعت میں یہی شرف حاصل ہوا۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خداتعالیٰ کی تائید سے اس انشاپردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تامعارف حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہوگئی تھی اس کو کلام الٰہی کاخادم بنایاجائے"۔

(نزول المسیح صفحه ۵۹)

پس معلوم ہوا کہ فنون بلاغت کا استعمال فی ذاتہٖ ممنوع بلکہ ان کا بے موقع استعمال قابل اعتراض ہے ورنہ کلام کو حسین، پراثر اور مختصر بنانے کے لئے جو طریق اور فنون علم بلاغت میں رائج ہیں وہ سب قرآن کریم میں موجود ہیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگاکہ فصاحت وبلاغت کے قواعد زیادہ تر قرآن کریم اور احادیث رسول کریمؐ سے ہی مرتب کئے گئے ہیں۔چنانچہ علم بلاغت کی کتاب میں مختلف فنون کے لئے مثالیں اولاً فرقان مجید اور احادیث نبوی سے ہی پیش کی جاتی ہیں اور بعد میں ادبا اور شعراء کے کلام سے۔ہاں ایسی بیہودہ اور لغو صنعتیں جو بعض شعراء نے محض اپنی قابلیت اور بڑائی جتانے کے لئے وضع کی ہیں اور جن سے کلام کے تاثر میں کچھ بھی زیادتی نہیں ہوتی۔ مثلاً بانقط یا بے نقط عبارت یاایسی عبارت جو سیدھا الٹا پڑھنے میں یکساں ہو ایسی دور از کار صنعتوں سے کلام مجید پاک ہے۔ لیکن جو صنعتیں کلام کو پراثر اور دلنشیں بناتی ہیں وہ سب کلام الٰہی میں موجود ہیں۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے ہریک لفظ کو حقیقت پر حمل کرنا بھی بڑی غلطی ہے اور اللہ جلشانہ کا یہ پاک کلام بوجہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے استعارات لطیفہ سے بھرا ہواہے"۔(آئینه کمالات اسلام ، روحانی خزائن جلد ۵ صفحه ۱۵۰ حاشیه در حاشیه)

علم بیان کے لحاظ سے لفظ استعارہ اور لفظ حقیقت کی تعریف اور تشریح ایک الگ مضمون کے تحت بیان کی جائے گی۔ یہاں یہ امر خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ حضرت اقدس نے یہ نہیں فرمایاکہ چونکہ قرآن مجید استعارات سے بھرا ہواہے اس لئے بلیغ ہے بلکہ یہ فرمایاکہ چونکہ یہ پاک کلام اعلیٰ درجہ کابلیغ ہے اس لئے استعارات سے بھرا ہواہے۔ گویا حضرت اقدسؑ کے نزدیک بھی فنون بلاغت خود بخود فصیح وبلیغ کلام میں آجاتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں ان فنون کا استعمال (جن کی تفصیل آگے آئے گی) نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔چنانچہ آپؑ نے ایک اور جگہ فرمایا۔

زباں گرچہ بحرے بود موجزن
طلاقت نگیرد بجز علم و فن
کسے کو ندارد وقوفے تمام
چہ طورش سیاقت بود در کلام

(زبان اگرچہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کی طرح تیز رفتار ہو پھر بھی علم وفن کے بغیر اس مین فصاحت نہیں ہوسکتی۔ جو شخص (فنون بلاغت سے) پوری واقفیت نہ رکھتاہو اس کے کلام میں روانی کس طرح ممکن ہے)۔(درّثمین فارسی صفحه۲۱۶)

مظاہر قدرت میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں میں گوناگوں فوائد کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبصورتی بھی پیدا کی ہے۔ سبزے کو لیجئے ، پھولوں کو دیکھئے، درختوں پر نظر ڈالئے، جانوروں کے پروں اور رنگوں کو دیکھئے، خود انسان کے حسن صورت پر غور کیجئے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کی فطرت میں حسن سے حظ اٹھانے کا ملکہ رکھاہے وہاں یہ رجحان بھی ودیعت فرمایاہے کہ وہ جو چیز بھی بنائے اس میں خوبصورتی پیدا کرنے کی بھی کوشش کرے۔سامان خانہ، برتن، لباس، مکان وغیرہ اگر سیدھے سادے بنائے جائیں توان کی افادیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی لیکن ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ان چیزوں کو بہتر سے بہتر رنگ میں سجاتاہے۔لہذا کلام بھی اس عالمگیر جذبہ کے دائرۂ عمل سے باہر نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً جب ایسی تزئین سے اس کا تاثر بھی بہت بڑھ جاتاہے۔

لیکن عام طور پر دیکھا گیاہے کہ جو چیزیں کسی اعلیٰ ضرورت کے پوراکرنے کاذریعہ ہوتی ہیں وہ انسانوں کے طبعی لالچ اور بخل کی وجہ سے خود ہی قبلۂ مقصود بن جاتی ہیں۔ مثلاً غذا انسان کی صحت اور زندگی کے لئے ناگزیر ہے لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ کئی اشخاص کے لئے یہی لذت کام ودہن ہی زندگی کا مقصد بن جاتی ہے۔ شیخ سعدی نے کیاخوب کہاہے:

خوردن برائے زیستن وذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

(کھانا زندہ رہنے اور (اللہ تعالیٰ کا) ذکر کرنے کے لئے ہے لیکن تو سمجھتاہے کہ زندگی محض کھانے پینے کی خاطر ملی ہے)۔

اسی طرح صنائع بدائع اور بلاغت کے دوسرے فنون مرتب کرنے کامقصد تو یہ تھاکہ ان کے ذریعہ سے کلام کو فصیح وبلیغ بنایا جائے۔یا فطرتی طور پر کوئی قادرالکلام شخص اپنے خیالات کو بہتر اور مؤثر رنگ میں اداکرنے کے لئے جو طریق اختیار کرتاہے اس کی نشاندہی کی جائے تااس کے کلام کو سمجھنے میں آسانی ہو اور دوسرے لوگ بھی ان طریقوں کو اپناکر اپنے کلام کو مؤثر بناسکیں۔ لیکن ہوا یہ کہ بہت سے انشاپردازوں اور شاعروں نے صنائع بدائع کو ہی اپنا مطمح نظر بنالیا تالوگوں کو بتائیں کہ وہ کیسا اچھوتا کلام پیدا کرنے پر قادر ہیں خواہ اس کلام میں کوئی مفید مطلب امر ہویانہ ہو۔ مؤلف "حدائق البلاغت" نے اسی حقیقت کو بڑے مؤثر اور دلکش طریق پر بیان کیاہے۔لکھتے ہیں:

"باید دانست کے شاعر را واجب است کہ چوں متوجہ بصنائع لفظی شود رعایت معنی را مقدم بدارد والا شعرے کہ مشتمل بر صنعت لفظی باشد و درجۂ معنی در ومخط شود مثل سگی یاخوکی ہست کہ عقد جواہر در گردن او بستہ باشد"۔

(حدائق البلاغت صفحه ۱۱۲)

یعنی جاننا چاہئے کہ شاعر کے لئے واجب ہے کہ جب صنائع لفظی کی طرف متوجہ ہو تو معنی کی نگہداشت کو مقدم رکھے ورنہ جو شعر صرف صنعت لفظی پر مشتمل ہو اور اس میں معانی کادرجہ گراہوا ہو تو وہ اس کتے یاسؤر کی مانند ہے جس کے گلے میں موتیوں کاہار ڈالا گیاہو۔

غرض بزرگ مذکور کے نزدیک فنون بلاغت کو معانی یعنی اصلی مطلب پر فوقیت دینا قابل مذمت ہے ورنہ ان فنون کے استعمال کے متعلق تو انہوں نے خود ایک ایسی اچھوتی دلیل دی ہے جو اور کہیں نظر نہیں آئی۔(خاکسار اختصار کی خاطر اصل اقتباس پیش کرنے کی بجائے صرف اس کا ترجمہ درج کرتاہے)۔فرمایا:

"ارباب بلاغت کو اس امر پر اتفاق ہے کہ مجاز اور کنایہ، حقیقت اور تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے اور استعارہ تشبیہ سے زیادہ قوی۔ مجاز اور کنایہ کے زیادہ بلیغ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مجاز میں ملزوم کی طرف سے لازم کی طرف انتقال کیا جاتاہے۔ چنانچہ اگر تو کہے کہ میں نے آفتاب کو دیکھا اور مراد معشوق ہو تو وہ اس سے زیادہ بلیغ ہوگا کہ تو کہے کہ میں نے معشوق کو دیکھا کیونکہ وہ ایسے دعویٰ کی مانند ہے جس کے ساتھ گواہ موجود ہے۔ کیونکہ ہر ملزوم اپنے لازم کے وجود کا گواہ ہے۔ بوجہ اس کے کہ لازم، ملزوم سے جدا نہیں ہوسکتا اور یہ ایسے دعویٰ کی مانند ہے جس کے ساتھ گواہ نہیں اور دعویٰ باگواہ اور دعویٰ بے گواہ میں فرق ہے۔پس خوب سمجھ لیجئے اور تشبیہ کی نسبت استعارہ کے زیادہ قوی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وجہ شبہ، مشبّہ کی نسبت مشبّہ بہ میں زیادہ کامل ہونی چاہئے۔ اور استعارہ میں مشبّہ کو عین مشبّہ بہ قرار دیتے ہیں۔اس میں تشبیہ کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔اور استعارہ میں مشبّہ بہ کا ارادہ نہ کرنے کا قرینہ ہونا ضروری ہے۔پس یہ بھی دعویٰ باگواہ کے حکم میں ہے جیساکہ اوپر بتایا گیاہے۔

(حدائق البلاغة صفحه ۵۷-۵۸)

پس فنون بلاغت کا استعمال یقیناً مستحسن ہے بشرطیکہ حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد حسین صاحب آزاد لکھتے ہیں کہ:

"۹۰۰ھ کے بعد کشور نظم میں عجیب انقلاب پیدا ہوا۔ قاعدہ ہے کہ جب تک شاعری عالم طفولیت میں رہتی ہے۔اس سے عام وخاص ہر شخص مزا اٹھاتاہے۔ سب بھی بیان کرچکاہوں کہ مطالب ان تشبیہوں اور استعاروں میں اداہوتے ہیں جو ہر جگہ اور ہر وقت پیش نظر ہیں۔ایک عرصہ بعد جب وہ اہل سخن کے خرچ میں آجاتے ہیں تو نئے شاعر اپنے کلام میں نئی بات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ناچار وہ

باریک یا عمیق یا بلند یا دور کے مجاز اور استعاروں میں ادا کرتے ہیں۔ اس لئے کلام باریکی سے تاریکی میں گر کر کبھی غور طلب اور کبھی بے لطف ہو جاتا ہے۔ زبان فارسی میں عہد سعدی و حافظ تک شاعر جب بہت سے عمدہ اور دلکش انداز اور استعارے اور مجاز خرچ کر گئے تو بعد کے آنے والوں کو اس کے سوا چارہ نہ ہوا کہ استعارہ کو استعارہ در استعارہ اور مجاز کو مجاز در مجاز کر کے مضمون میں نزاکت اور باریکی پیدا کریں۔ اور سننے والوں سے کہلوائیں سبحان اللہ! نیا مضمون ہے۔ اس طرز کے بانی جلال اسیر، قاسم مشہدی اور ملا ظہوری وغیرہ وغیرہ تھے۔ انہوں نے تعریفوں کے شوق میں اصلیت کو چھوڑا اور مجاز کو حقیقت سے بڑھادیا۔ یعنی بے اصل کو اصلیت قرار دے کر اس کے لوازمات پر خیال پھیلانے شروع کر دئے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ اصلیت بالکل نہ رہی بلکہ خیال ہی خیال رہ گئے جن کا وجود یا وقوع ناممکن اور محال ہے"۔ (سخندان فارس صفحہ ۵۲۳)

شبلی نعمانی رقمطراز ہیں کہ:

"صنائع بدائع شاعری کے زوال کا پیش خیمہ ہیں اس لئے فردوسی کے کلام میں اس کو ڈھونڈنا نہیں چاہئے۔ لیکن جو محاسن شعری ضمناً کسی صنعت میں آجاتے ہیں اس کے کلام میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ پر پائے جاتے ہیں"۔

(شعر العجم حصہ اول صفحہ ۱۶۶)

گویا فردوسی نے اپنے کلام میں خود صنائع بدائع لانے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اس کے بلیغ کلام میں وہ خود بخود آتے گئے تھے۔

مولانا رومی لکھتے ہیں:

"باید دانست کہ نظر بلغاء ہموارہ مقصور بہ تحسین معانی بودہ است و صنائع را از قبیل تصنع مد عمل پنداشتہ اند و قطع نظر از منع آن کہ در آثار واردشدہ تصنع کلام بلیغ را از پایہ بلاغت فرود افگند واز قدمائے فصحا ہیچ کس بگرد ایں نوع اسلوب کلام نگردیدہ۔ چنانکہ بر ناظر کلام اساتذہ قدیم مخفی نیست۔ واگر احیاناً در کلام ایشاں چیزے ازیں نوع یافتہ شود آں را بہ استرخاء عنان طبیعت حمل باید کرد۔ تصنع را دراں راہ نیست۔ اما اہل عجم دراواسط قرون بدین ہنجار مائل شدہ دراختراع انواع صنائع سعی بلیغ جائز داشتند تا غایتے کہ ایراد صنائع را در کلام منثور و منظوم از قبیل کمالات فن شعر و انشاء گمان بردہ اند"۔

(دبیر عجم صفحہ ۳۰۲)

یعنی جاننا چاہئے کہ ارباب بلاغت کی توجہ ہمیشہ حسن معانی پر مرکوز رہی ہے اور کلام میں صنائع بدائع لانے کے عمل کو تصنع سمجھتے رہے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ پہلے ادبا نے اس کی مذمت کی ہے۔ تصنع اور بناوٹ کلام کو پایۂ بلاغت سے گرا دیتی ہے۔ لہذا متقدمین میں سے کوئی بھی کلام کی اس قسم کی طرز کے پیچھے نہیں پڑا۔ چنانچہ اساتذۂ قدیم کے کلام کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں۔ اور اگر کبھی ان کے کلام میں اس قسم کی کوئی چیز پائی بھی جائے تو اسے عنان طبیعت کے ڈھیلا پڑ جانے پر حمل کرنا چاہئے۔ تصنع کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن قرون وسطیٰ میں اہل فارس اس روش پر مائل ہو گئے تھے اور انہوں نے قسم قسم کے صنائع بدائع ایجاد کرنے میں بہت کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ منثور یا منظوم کلام میں فنون بلاغت کا استعمال شاعری اور انشاپردازی کے فن کا کمال سمجھا جانے لگا۔

جیسا کہ اس عنوان کے شروع میں عرض کیا گیا ہے کمال فن کے درجہ پر پہنچ کر انشاپرداز کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر صنائع وغیرہ اپنے کلام میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کی تیزیٔ فکر جو فصیح و بلیغ کلام پیدا کرتی ہے اس میں حسب موقع ایسے فنون ضمناً یعنی خود بخود آجاتے ہیں۔

یہی حال حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کا ہے بلکہ یہاں تو خاص تائید الٰہی بھی آپ کے شامل حال تھی۔ لہذا آپ کی مؤید من اللہ طبیعت راسخہ سے جو فصیح و بلیغ کلام پیدا ہوا اس میں حسب موقع و ضرورت یہ فنون خود بخود آگئے۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اپنے کلام کو مختصر، زود فہم اور پراثر بنانے کے لئے تمام مفید فنون بلاغت سے کام لیا مگر انہیں خادم کی حیثیت ہی دی۔ انہیں اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیا۔ جہاں کلام کو واضح کرنے یا اس میں جوش پیدا کرنے کے لئے کسی تشبیہ یا استعارہ یا صنائع بدائع کی ضرورت محسوس ہوئی اسے استعمال میں لے آئے۔ یہ نہیں کہ بعض دوسرے شعرا کی طرح موقع بے موقع انہیں اپنے کلام میں شامل کریں۔

اس لئے خاکسار نے ہر جگہ ان کی نشاندہی کی ضرورت نہیں سمجھی۔ جہاں مناسب موقع ہوا تو ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے ورنہ اپنی توجہ حسن معانی یعنی مطالب پر مرکوز رکھی تا کہیں تزئین کلام کے ذکر میں الجھ کر حسن معانی کا اظہار نظر انداز نہ ہو جائے۔ البتہ الگ عنوانات علم بیان اور علم بدیع وغیرہ کے تحت حضرت اقدس کے کلام سے ان فنون کی کچھ مثالیں پیش کر دی گئی ہیں۔

☆......☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی خصوصیات

مختلف مضامین پر حضرت اقدس کے حسین اور روح پرور کلام کے نمونے پیش کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کلام کی اہم خصوصیات کا ذکر کیا جائے۔ سو گزارش ہے کہ:

۱...... آپ کے کلام میں ایک عجیب کشش پائی جاتی ہے جو قاری کو خدا، رسول اور پاکیزگی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس کا تجزیہ ممکن نہیں۔ نہ اس کے ثبوت کے لئے کوئی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ویسے خاکسار کو یقین واثق ہے کہ جو شخص بھی اخلاص سے اس درّ ثمین کا مطالعہ کرے گا وہ ضرور اس کشش کو محسوس کرے گا۔

۲...... آپ نے اپنے کلام کو اپنے مشن یعنی احیائے اسلام کی تبلیغ تک محدود رکھا۔ کسی بادشاہ یا امیر کی مدح نہیں کی۔ اگر کسی کو سراہا تو محض اس کی دینی خدمات کے لئے اور بس۔ آپ خود فرماتے ہیں:

سخن نزدم کراں از شہر یارے
کہ ہستم بر درے امیدوارے

(میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر مت کرو۔ میں تو کسی اور ہی دروازہ پر امیدوار ہوں)۔

۳...... دوسرے اساتذہ نے بیشک حمد اور نعت تو بیان کی ہیں لیکن قرآن کریم کی طرف بہت کم بزرگوں نے توجہ کی ہے۔ اس کے بالمقابل حضرت اقدسؑ نے بار بار بالتفصیل اس مقدس کتاب کی خوبیاں بیان فرمائیں اور ہمیشہ پراثر الفاظ میں اس صحیفہ ہدایت پر عمل کرنے کی ترغیب دلاتے رہے۔

۴...... نعت میں بھی دوسرے اساتذہ آنحضرت ﷺ کی بنیادی خوبی اور برتری (یعنی آپ کا ذات باری تعالیٰ سے والہانہ عشق اور آپ سے اللہ تعالیٰ کی محبت) کے ذکر کو عموماً نظر انداز کر گئے۔ اس بارہ میں ان کے کلام میں کہیں کہیں اشارے تو ملتے ہیں لیکن بالاستیعاب اس اہم ترین خوبی کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ البتہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منظوم کلام میں بھی اور منثور کلام میں بھی اس ذوطرفہ محبت کا بار بار ذکر فرمایا ہے اور بڑے ہی لطیف پیرایوں میں فرمایا۔

۵...... دوسرے اساتذہ مطالب کی توضیح کے لئے اپنے کلام میں قصے کہانیاں لے آتے ہیں لیکن حضرت اقدس نے حکایات کی بجائے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات کا التزام کیا۔ اور اسی ضمن میں اہم عقائد کی تشریح اور وضاحت فرمائی۔

۶...... حضرت اقدس نے اپنی لمبی نظموں کو کسی خاص مضمون تک محدود نہیں رکھا بلکہ احیائے اسلام کے لئے جن جن موضوعات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت تھی انہیں قریباً ہر لمبی نظم میں جگہ دی۔ مثلاً خدا، رسول، فرشتوں، الٰہی کتابوں اور آخرۃ پر ایمان، خدا اور رسول کی محبت، قرآن مجید کی پیروی، مامورین الٰہی کی شناخت، انہیں قبول کرنے کی ضرورت، اعمال صالحہ، اصلاح اخلاق، تبلیغ ہدایت، ہمدردیٔ خلائق، عرفان الٰہی کے حصول کے ذرائع۔ غرض آپ کی لمبی نظمیں قریباً ہر ضروری مضمون پر حاوی ہیں۔

۷...... کہا جاتا ہے کہ شراب و شاہد کا ذکر کئے بغیر محبوب حقیقی کا بیان ممکن نہیں جیسا کہ غالب دہلوی نے بھی کہا ہے۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

لیکن یہ ایک دھوکہ ہے۔ اپنے نفسانی جذبات کے اظہار کو محبوب حقیقی کا ذکر قرار دینا ایک بہت بڑا فریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعراء اور ان کے متبعین (الا ما شاء اللہ) عموماً شراب وکباب اور دوسرے رذائل پر فریفتہ نظر آتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے اول تو ایسے الفاظ بہت کم استعمال کئے ہیں اور اگر کہیں آئے بھی ہیں تو وہاں صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الفاظ براہ راست محبوب حقیقی کے لئے ہیں۔ کسی مجازی معشوق کے پردہ کے اندر سے ہو کر ذات باری تعالیٰ تک نہیں پہنچتے۔

۸...... ایک اور خصوصیت جو حضرت اقدس کی قادر الکلامی پر شاہد ناطق ہے یہ ہے کہ جب کسی اہم امر کا بیان شروع کرتے ہیں تو اس کی تائید یا تردید یا وضاحت کے لئے دلیل پر دلیل لاتے چلے جاتے ہیں اور صور عدیدہ میں کبھی بلفظ تشبیہ، کبھی لفظ استعارہ، کبھی لفظ مترادف اور کبھی لفظ حقیقت اس کی تشریح فرماتے ہیں۔ اسے علم بیان میں تصریف یا تعطیل کہتے ہیں۔

۹...... حضرت اقدس اپنے بعض شعر مختلف نظموں میں کئی بار لائے کیونکہ آپ کا مقصد اپنی قابلیت کا اظہار نہیں تھا کہ ہر موقع پر نیا شعر لاتے بلکہ غرض یہ تھی کہ دین مستقیم کی تائید اور توضیح کے لئے جو امور ضروری ہیں وہ سامع کے ذہن نشین ہو جائیں۔ لہذا اگر کوئی شعر کسی موضوع پر یہ غرض پوری کرتا تھا تو اسے بار بار لانے میں آپ نے تامّل نہیں کیا۔

۱۰...... بہت سے مصنفین نے مغربی فلسفہ کے زیر اثر اسلامی عقائد کو مشتبہ سمجھ کر ان کے متعلق معذرت کا وتیرہ اختیار کر لیا تھا اور ان عقائد کی دور از کار عجیب و غریب تاویلیں کرنے لگے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ دعا کی قبولیت، فرشتوں، جنت و دوزخ اور آخرۃ کے بھی منکر ہو گئے تھے۔ حضرت اقدسؑ نے پورے وثوق اور جرأت کے ساتھ تمام اسلامی عقائد پر اپنے لازوال ایمان کا کھلا کھلا اظہار فرمایا اور مؤثر براہین اور دلائل سے تمام صحیح عقائد کی تبلیغ کی۔

۱۱...... اسی طرح حضرت اقدسؑ نے اس درّ ثمین میں وحی و الہام کے امکان اور اس کی ضرورت کے بیان پر بہت زور دیا ہے کیونکہ اس زمانہ کی گراوٹ اور بے راہ روی کی ایک بڑی وجہ مکالمۂ الٰہی کے امکان کا انکار ہے۔ اور یہ انکار نبوت کا دروازہ بند کرنے کی کوشش کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ وحی والہام کا دروازہ بند ہوئے بغیر انبیاء اور مامورین الٰہی کی آمد کا دروازہ پوری طرح بند نہیں ہوتا۔ لہذا اس زمانہ کے بعض متکلمین نے بزعم خود وحی والہام کے امکان کو ختم کر کے ازراہ تکبر اپنی عقلوں کو ہی قرآن و حدیث کے سمجھنے اور عرفان الٰہی حاصل کرنے کا کافی اور وافی ذریعہ قرار دے لیا ہے اور ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلے جا رہے ہیں۔

۱۲...... اسی طرح حضرت اقدسؑ نے تصوف کے مشکل ترین مسائل نہایت زود فہم الفاظ میں بیان فرمائے جنہیں عام لوگ بھی بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً:

تو برو از خود بقا این ست
تو درو محوشو لقا این ست

(درّثمین صفحہ ۸۸)

(تو اپنے آپ سے باہر نکل یہی بقا ہے اور اس (محبوب حقیقی) میں محو ہو جا یہی لقا ہے۔)

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص طبع اول کے اغلاط نامہ کے مطابق پہلے مصراع میں بقا کا لفظ ہے اور مصراع دوم میں لقا)

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رحیمیت میں ایک خاصّہ پردہ پوشی کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ الرحیم ہے یعنی محنتوں، کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا

جو کوشش کرتا ہے اللہ ایسے شخص کی خود دستگیری فرماتا ہے

قرآن مجید کی مختلف آیات کریمہ کے حوالہ سے اللہ تعالی کی صفت رحیم کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱ رمئی ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۱ ر ہجرت ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

اُمُّ الصِّفَات کا مضمون جاری ہے۔ رحمٰن اور رحیم کا۔ اس سلسلہ میں ایک زائد فائدہ یہ ہے کہ بہت سے مسائل کا ذکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اسی حوالہ سے اور بہت سے لوگ جن کو مسائل کی تفصیل کا علم نہیں وہ اس ذکر میں مسائل کی تفصیل سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اب سورۃ المائدہ کی آیات لیتا ہوں ان میں پہلی آیت جو ہے وہ حلّت و حرمت سے تعلق رکھتی ہے اور کیا کیا چیزیں حرام ہیں، کیا کیا چیزیں حلال ہیں، ان سب کا تفصیل سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ پس اس پہلو سے وہ پوری آیت یوں ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ. وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ. ذٰلِكُمْ فِسْقٌ. اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ. اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ. فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ: ۴)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ احکام کے متعلق یہ آخری آیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی گئی۔ اس سے پہلے جو مختلف آیات نازل ہوتی رہی ہیں ان میں مسائل کے تمام حصوں کو اتنی تفصیل سے بیان نہیں فرمایا گیا جتنی تفصیل سے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے یہ استنباط فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کتنے ہی خطرناک حالات پیش آئے جنگ اُحد میں، جنگ بدر میں، جنگ حنین میں اور تمام عرصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بالخصوص حفاظت فرمائی جب تک یہ آیت نازل نہیں ہو گئی کہ آج کے دن میں نے اپنا دین مکمل کر لیا ہے اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے واپس نہیں بلایا۔ پس یہ ایک عظیم الشان معجزہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سچائی میں ہے۔

اس کا سادہ ترجمہ میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔ 'تم پر مُردار حرام کر دیا گیا ہے اور خون اور سؤر کا گوشت اور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور دم گھٹ کر مرنے والا اور چوٹ لگ کر مرنے والا اور گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور وہ بھی جسے درندوں نے کھایا ہو سوائے اس کے کہ جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ (بھی حرام ہے) جو معبودانِ باطلہ کی قربان گاہوں پر ذبح کیا جائے اور یہ بات بھی کہ تم تیروں کے ذریعہ آپس میں حصّے بانٹو۔ یہ سب فسق ہے۔ آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے تمہارے دین (میں دخل اندازی) سے مایوس ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ پس جو بھوک کی شدت سے (ممنوعہ چیز کھانے پر) مجبور ہو چکا ہو اس حال میں کہ وہ گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم فرمانے والا ہے'۔

اب دیکھئے یہ چیزیں جو حرام ہیں اتنی سختی کے ساتھ بڑی تفصیل کے ساتھ ان کی حرمت کا اعلان کیا گیا ہے اور اس میں جو غیر اللہ کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں وہ بھی شامل ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قیمت پر بھی ان کے کھانے کی اجازت نہیں مل سکتی مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو بہت اہمیت دی ہے اور انسان کی زندگی بچانے کی خاطر آخر پر یہ مضمون بیان فرمادیا کہ جو کچھ گزر چکا، گزر چکا۔ مگر اگر تمہیں جان کا خطرہ ہو اور انسانی جان کے ضائع ہونے کا خیال ہو تو پھر اگر تمہیں بھوک مجبور کر دے یہاں تک کہ موت کا خطرہ سامنے ہو اس وقت تمہیں اجازت ہے کہ ان حرام چیزوں میں سے کچھ، صرف اتنا کھاؤ جتنا تمہاری زندگی کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور یہ ہے ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اتنا بخشنے والا اور اتنا رحم کرنے والا ہے کہ اتنی بڑی حرام چیزوں کو بھی کھانے کی اجازت دے دیتا ہے جب انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو۔

ایک دوسری آیت ہے ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ. فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (سورۃ الانعام: ۱۴۶)۔ تُو کہہ دے کہ میں اس وحی میں جو میری طرف کی گئی ہے کسی کھانے والے پر وہ کھانا حرام قرار دیا ہوا نہیں پاتا جو وہ کھاتا ہے۔ کوئی کھانا حرام نہیں پاتا مگر وہ کھانا جس کا بیان کیا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ مُردار ہو یا بہایا ہوا خون یا سؤر کا گوشت۔ یہ جو مختصر ذکر ہے اسی کی تفصیل پہلی آیت میں گزر چکی ہے۔ پہلے تفصیل سے سب جانوروں کا ذکر کیا گیا تھا۔ کس طرح مرا ہو، کیسے مارا گیا ہو۔ اب اختصار کے ساتھ اس سارے بیان کا ذکر فرمادیا گیا ہے۔ پس بہایا ہوا خون یا سؤر کا گوشت، وہ تو بہر حال ناپاک ہے، یا ایسی خبیث چیز کہ اللہ کی بجائے اس کے غیر کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔ پس اس سے زیادہ خطرناک حرمت اور کس چیز کی ہو سکتی ہے، مگر جو فاقہ سے بے بس کر دیا گیا ہو جبکہ وہ خواہش نہ رکھتا ہو اور نہ ہی حد سے تجاوز کرنے والا ہو تو یقیناً تیرا ربّ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حد سے تجاوز کرنے والے کی شرط ایک ایسی باندھ دی گئی ہے جس سے انسان کو بہت مشکل میں ڈال دیا گیا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کب تک کھانے سے مَیں زندہ رہ سکتا ہوں اور کہاں جا کر مجھے رکنا ہے۔ پس وہاں تقویٰ کا مضمون داخل ہو جاتا ہے اور جو زیادہ متقی ہے وہ عین اس وقت کھانے سے ہاتھ کھینچ لے گا جس وقت اس نے سمجھا ہو کہ اب میری جان بچ گئی ہے اور جو متقی نہ ہو تو پھر وہ آگے اور زیادہ کھاتا چلا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب آزمائشیں ہیں۔

مگر ساتھ ہی فرمادیا ﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ ۳۵) مگر جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب چوری کا مسئلہ ہے۔ فرمایا ﴿اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾۔ چور اور چورنی دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اس چیز کی جزا کے طور پر جو انہوں نے کمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت غالب اور بہت حکمت والا ہے۔ ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ﴾ یعنی اگر کوئی اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے، چوریاں کرتے کرتے بالآخر توبہ کر چکا ہو اس سے پہلے کہ تم اس کو پکڑ لو۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ المائدہ آیات ۳۹-۴۰)

یہ خیال کہ چور کا پتہ جب بھی لگے اس کے ہاتھ کاٹ دو یہ ظلم ہے، اس کی قرآن کریم اجازت نہیں دیتا۔ اگر چور جب اس کے متعلق کوئی اطلاع ملے وہ پہلے کی ہو اور جس وقت تم اس پر ہاتھ ڈالو وہ توبہ کر چکا ہو تو پھر اس کے ہاتھ کاٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اب دیکھیں تثلیث کا گناہ کتنا بڑا گناہ ہے لیکن اس میں بھی انسان کی بخشش کا سامان رکھا گیا ہے۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ ان لوگوں نے بہت کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے ﴿وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ اور کوئی خدا نہیں مگر اللہ، وہ ایک ہی ہے ﴿وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ. لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ اگر وہ اس سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں یقیناً ان کو اس کفر کی بنا پر جو انہوں نے کیا دردناک عذاب پہنچے گا۔ ﴿اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ﴾ پس کیا وہ اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکیں گے نہیں اور وہ اس سے بخشش نہیں طلب کریں گے۔ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ جبکہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ المائدہ آیات ۷۳۔۷۵)

یہ تثلیث کا گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے اور اب بھی کثرت کے ساتھ جو عیسائی مسلمان ہو رہے ہیں ان کے تثلیث کے جرم سب بخشے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ کے بعض علاقوں سے بکثرت عیسائیوں سے مسلمان ہو رہے ہیں اور واضح طور پر تثلیث کا جرم کرنے والے لوگ تھے اور مسلمان ہو کر اتنے پکے ہو گئے ہیں کہ جب ان کو غیر احمدی مسلمان دوبارہ تثلیث میں جانے کے لئے حکم دیتے ہیں کہ تم احمدی نہ ہو، پہلے ہی اچھے تھے، تم بے شک خدا کے سوا کسی اور خدا کو مانو، وہ ان کو برملا ردّ کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں خبردار ہم نے جو دین پانا تھا پا لیا اب اس دین کو چھوڑ کر ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ تو ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے جن کی تفصیل انشاء اللہ جلسہ کی تقریر میں آپ کے سامنے پیش کی جائے گی۔

اب ساتھ ہی ایک اور آیت بھی پڑھ کے سناتا ہوں ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ. ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ. وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (المائدہ ۹۸۔۹۹) اللہ نے بیت حرام یعنی کعبہ کو لوگوں کے (دینی اور اقتصادی) قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینے کو اور قربانی کے جانوروں کو اور پٹے پہنائی ہوئی قربانیوں کو۔ یہ (تنبیہ) اس لئے ہے کہ تاکہ تم جان لو کہ اللہ اسے خوب جانتا ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ اب جان لو کہ اللہ پکڑ میں بہت سخت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یعنی یہ سب جو خدا تعالیٰ کی خاطر جانور ذبح کئے جاتے ہیں اگر تم نے ان میں کوئی زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ پکڑ میں بھی بہت سخت ہے لیکن ساتھ ہی یاد رکھو کہ وہ بار بار رحم فرمانے والا بھی ہے۔

اب سورۃ الانعام کی ایک آیت نمبر ۵۵ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ. اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) کہا کر تم پر سلام ہو۔ (تمہارے لئے) تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت فرض کر دی ہے۔ یہاں ظاہر بات ہے کہ مومن مراد ہیں کیونکہ وہ جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر جب وہ تمہارے پاس آیا کریں یا رسول اللہ تو ان کو کہا کر کہ تم پر سلام ہو اور یہ بھی بتا دیا کرو کہ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت فرض کر دی ہے (یعنی) یہ کہ تم میں سے جو کوئی جہالت سے بدی کا ارتکاب کرے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو (یاد رکھے کہ) وہ (یعنی اللہ) یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر سورۃ الانعام کی ۱۶۶ویں آیت ہے ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ. اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ. وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (ترجمہ): اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا وارث بنا دیا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں رفعت بخشی تاکہ وہ تمہیں ان چیزوں سے جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں آزمائے۔ یقیناً تیرا ربّ عقوبت میں بہت تیز ہے اور یقیناً وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس میں یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان زمین میں وارث جب بنا دئے گئے تو ان میں سے سب کا درجہ ایک جیسا نہیں تھا۔ بعض کو بعض پر فضیلت بخشی گئی تھی، رفعت عطا فرمائی گئی تھی۔ یہ جو درجات کی بلندی ہے یہ اس لئے کہ تاکہ تمہیں آزمائے۔ اب جن کے درجات بلند ہوں ان کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ جن کے درجات نسبتاً کم ہوں ان کی آزمائش بھی نسبتاً ہلکی ہوتی ہے۔ پس آزمائش میں اگر پورے نہ بھی اترو تو جان لو کہ اللہ عقوبت میں بہت تیز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ بہت بخشنے والا بھی ہے اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی عقوبت اگر ایسے وقت میں آجائے کہ انسان جرموں میں ڈوبا ہوا ہو اور اسے جرائم نے گھیر لیا ہو جیسا کہ قرآن کریم کی ایک اور آیت سے پتہ چلتا ہے تو پھر اس کے لئے بخشش کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ پھر عقوبت میں تیزی کا نمونہ وہ دیکھتا ہے لیکن اگر اس حالت سے پہلے توبہ کر چکا ہو اور خدا تعالیٰ نے اس کو ابھی نہ پکڑا ہو تو پھر اس کو یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب دیکھو کیسی کیسی بدیوں سے خدا تعالیٰ نے توبہ کرنے کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ جیسے فرمایا 'یقیناً وہ لوگ جو بچھڑے کو پکڑ بیٹھے انہیں ضرور ان کے رب کی طرف سے غضب پہنچے گا'۔ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ضرور ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غضب پہنچے گا' اور دنیا کی زندگی میں بھی ذلت اور اسی طرح ہم افتراء کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں'۔ اب ظاہر بات ہے یہودی قوم مراد ہے۔ اور یہودی قوم کو جو دنیا میں ذلت ملی ہے یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو آج تک جاری ہے۔ بار بار یہ قوم ترقی کرتی رہی اور جبراً انسانوں پر مسلط ہوتی رہی لیکن بار بار اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے کئے کی سزا دی۔ اب نازی جرمنی میں جو یہود کا حال ہوا تھا وہ بھی اسی کی ایک مثال ہے۔ اس سے پہلے یورپ میں عیسائیوں نے جو یہود پر ظلم کئے ہوئے ہیں وہ بھی اپنی ذات میں لامثال ہیں۔ اب تو یہ مسلمانوں پر الزام لگاتے ہیں لیکن عیسائی دنیا میں ابتداء سے لے کر آخر تک یہود پر بڑی کثرت سے مظالم توڑے جاتے رہے ہیں مگر وہ مظالم یہود کے ظلموں کے نتیجہ میں ہوتے تھے۔ پہلے یہود کی باری ہوتی تھی پھر جب وہ بہت ظلم کر لیتے تھے اس کے خلاف ایک ردّ عمل پیدا ہوتا تھا اور پھر اللہ کے اس وعدہ کے مطابق بھی کہ وہ ملعون ہو چکے ہیں اور انسانوں پر ظلم کئے گئے تھے اس کے بدلہ کے طور پر بھی ان کی بیخ کنی کی جاتی رہی ہے۔ اگر یہ سلسلہ نہ ہوتا تو یہود اس وقت دنیا میں اکثریت میں ہوتے۔ آپ بھی خدا تعالیٰ کی رحمت کو نہیں سمجھ سکتے کہ اگر وہ اکثریت میں ہوتے تو پھر کتنی بڑی قیامت آتی دنیا پر۔ یہ بار بار ان کی بیخ کنی کی جاتی ہے اس کی وجہ سے وہ آج تک بھی اقلیتوں ہی میں ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بچھڑے کو پکڑنے والوں کے لئے بھی یہ خوشخبری رکھی گئی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے بدیاں کیں پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے یقیناً تیرا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے'۔ (سورۃ الاعراف آیات ۱۵۳۔۱۵۴)

پھر سورۃ الاعراف ۱۶۸ میں آتا ہے ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ. اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ. وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اور (یاد کرو) جب تیرے رب نے یہ اعلان عام کیا کہ وہ ضرور ان پر قیامت تک ایسے لوگ مسلط کرتا رہے گا جو انہیں سخت عذاب دیتے رہیں گے اور اس کی مثالیں کچھ تو میں نے بیان کر دی ہیں۔ ویسے بے شمار مثالیں ہیں کہ یہود پر ایسے لوگ ہمیشہ مسلط ہوتے رہے ہیں جو ان کو ان کے گناہوں کے بدلہ پھر سخت عذاب میں مبتلا کرتے رہے ہیں۔ یقیناً تیرا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے حالانکہ وہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہاں واوٗ کا ترجمہ حالانکہ کیا گیا ہے۔ بہت سزا میں سخت ہے باوجود اس کے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہود نے جب توبہ نہیں کی اور بار بار ان پر رحم کیا جا سکتا تھا مگر وہ رحم کے قابل نہ ٹھہرے تو پھر وہ ایسے حال میں اللہ کو پائیں گے کہ وہ سزا میں بہت سخت ہے اور باوجود اس کے وہ ان پر سختی کرے گا کہ وہ اپنی ذات میں بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

سورۃ الانفال کی آیت ۶۹۔۷۰ ﴿لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا. وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اگر اللہ کی طرف سے (تم سے مغفرت کے سلوک کا) نوشتہ نہ ہوتا تو ضرور تمہیں اس کی پاداش میں جو تم نے حاصل کیا بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ اب یہ مسئلہ ہے کہ مغفرت کے سلوک کا نوشتہ نہ ہوتا۔ یہ نوشتہ بہت

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی غفوریت جو ہے وہ آج بھی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ سے ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ اپنے اوپر فرض کر لیا تھا کہ جو رحم کے لائق ٹھہریں گے میں ان پر ضرور رحم کروں گا۔ یہ ہے نوشتہ کہ میری رحمت غالب رہے گی اور میرا غضب رحمت سے مغلوب رہے گا۔ پس یہ نوشتہ اگر تمہارے حق میں نہ ہوتا جو مغفرت کے سلوک کا نوشتہ ہے تو پھر تمہیں ہر گناہ کی پاداش میں پکڑ لیا جاتا۔ اور انسان بہت گنہگار ہے اگر ہر گناہ کی پاداش میں پکڑا جائے تو انسانیت کی صف لپیٹ دی جائے تو یہ اس نوشتہ کی وجہ سے ہے جو خدا نے پہلے سے اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے کہ مَیں بخشش میں بہت بڑھ کر ہوں اس لئے وہ لوگ، انسان دنیا میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

پھر آگے ذکر فرمایا۔ پس جو مال غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اب مال غنیمت کا یہاں کون سا موقع ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی مخالفت کی تھی وہ اس جرم میں ان کے ہاتھوں سے بھی سزا دئے گئے تھے۔ اس لئے جب وہ سزا دئے گئے تو لازماً ان کو فتح ہوئی۔ ایک موقع بھی ایسا نہیں جب یہ مغلوب کر دئے گئے۔ اس وقت جو مال غنیمت ہاتھ آئے اس کو بھی حرص سے نہیں کھانا بلکہ حلال اور پاکیزہ حصہ کھاؤ۔ اور جن لوگوں سے لڑائی ہوتی ہے ان کا مال حرام بھی ہوتا ہے۔ یہ خیال کر کے کہ وہ مال ہمارے ہاتھ آ گیا ہم وہ بھی کھا لیں یہ جائز بات نہیں ہے۔ کئی ان میں سؤر کھانے والے بھی ہیں اور بھی کئی قسم کے گند کھانے والے ہیں۔ فرمایا اس حصہ کو چھوڑ دو اور مال غنیمت میں سے جو پاکیزہ ہے، وہ طیب ہو اور پاکیزہ ہو وہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اس موقع پر تمہارا تقویٰ آزمایا جائے گا اور یقیناً جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

ایک اور آیت ہے سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۷۱۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اے نبی! تمہارے ہاتھوں میں جو قیدی ہیں ان سے کہہ دے کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی دیکھی تو تمہیں اس سے بہت بہتر دے گا جو تم سے لے لیا گیا ہے۔ اب جو بھی مختلف قیدی آتے تھے مال غنیمت کا پہلے ذکر گزرا ہے ان کے اموال پر بھی قبضہ ہو جاتا تھا جیسا کہ آج کل بھی جنگی قیدیوں کے اموال پر فتحیاب قومیں قبضہ کرتی ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وہ ان کو لوٹنے کے لئے حملہ کرتے ہیں۔ جوابی طور پر جب وہ قوم فتحیاب ہو جائے جن کو لوٹنے کے لئے حملہ کیا گیا تھا تو ان کا پورا اخلاقی حق ہے کہ ان کے اموال پر قبضہ کر لیں۔ لیکن ان کے متعلق بھی اسلام کی ایک شرط ہے اور یہ ہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ تم جو پکڑے گئے ہو تمہارے دلوں میں کوئی اصلاح ہوئی ہے کہ نہیں اور توبہ کی طرف مائل ہوئے ہو کہ نہیں۔ دنیاوی قومیں ان کو تو کچھ سمجھ نہیں آتی، نہ وہ کوئی طریقہ رکھتی ہیں کہ جس سے دلوں کا حال معلوم کر سکیں۔ سب قیدیوں کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکا جاتا ہے مگر یہاں معاملہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے فرمایا کہ جو قیدی ہیں اگر ان کے دلوں میں توبہ کرنے کا احساس ہو اور کئے پر شرمندگی ہو تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال کو خوب جانتا ہے اور تم میں سے جس کو بہتر پائے گا اسے ضرور بخش دے گا اور وہ تو بار بار بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

پھر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۵ ہے ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ. فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ. اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو جہاں بھی تم (عہد شکن) مشرکوں کو پاؤ تو اُن سے لڑو اور انہیں پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو۔ یہاں جو چار مہینے حرمت والے ہیں ان میں لڑائی کی ممانعت کا حکم ہے اس لئے اگر پہلے سے لڑائی جاری بھی ہو تو اس کو روک دینا چاہئے اور دشمنوں کو آرام اور سکون کا موقع ملنا چاہئے۔ اب یہ بھی حیرت انگیز تعلیم ہے۔ دنیا میں کب کوئی اتنی لمبی مہلتیں دیا کرتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی مہلت دیتے ہیں تو وہ بھی اس کو کسی بہانے سے دور کر دیتے ہیں۔ اب پاکستان میں اور ہندوستان میں جو کشمیر پہ لڑائیاں ہو رہی ہیں اس میں بھی کبھی کبھی مہلتوں کا اعلان ہوتا ہے کہ ہم اتنی دیر کی مہلت دے دیتے ہیں۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ مہلت کا دن ختم ہو کوئی نہ کوئی بہانہ رکھ کر اس مہلت کو توڑ دیتے ہیں۔ تو قرآن کریم کی تعلیم کتنی عدل اور انصاف اور رحمت پر مبنی ہے۔ فرمایا کہ یہ مشرک جو تم سے لڑ رہے ہیں جب ایسے مہینوں میں پہنچیں جن میں لڑائی حرام کی گئی ہے تو پھر ان کو چھوڑ دیا کرو۔ جب یہ وقت گزر جائے تو پھر دوبارہ ان سے لڑائی شروع کرو اور کمین گاہوں میں ان کی گھات میں بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کریں باوجود اس کے کہ تم ان پر قابو پا چکے ہو اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اب یہاں بھی ایک بہت عظیم الشان حکمت ہے جو قرآن کریم کی صداقت کی دلیل ہے کہ جب بھی کسی قوم پر انسان فتح پائے اور اس کے دل میں ایمان نہ ہو تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ کہہ سکتی ہے کہ ہم توبہ کرتے ہیں، ہم نماز بھی ادا کریں گے، زکوٰۃ بھی دیں گے ہمیں چھوڑ دو۔ اس موقع پر ان کو چھوڑنا چاہئے۔ یہ خیال کر لینا کہ مغلوب ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے مسلمان ہو رہے ہیں یہ جائز بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں بارہا ایسی مثالیں ہیں کہ ایک شخص نے ایک بہت بہادر دشمن کو، جو بہت بڑا پہلوان تھا زیر کر لیا اور جب اس کے سینہ پر بیٹھا اور اسے قتل کرنے لگا تو اس نے اعلان کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اس نے کہا اب مسلمان ہوتے ہو، اپنی جان بچانے کی خاطر ہو رہے ہو میں یہ اسلام قبول نہیں کرتا اور اسے قتل کر دیا اور بڑے فخر سے پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کے یہ معاملہ پیش کیا۔ وہ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ اتنا ناراض ہوئے اس بات پر، اتنا ناراض ہوئے کہ میں نے خواہش کی کاش میں آج سے پہلے پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ آپ بار بار یہ فرما رہے تھے "هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ"، "هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ" کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کے نہیں دیکھا کہ اندر سے کیا تھا، سچا ایمان تھا یا جھوٹا تھا۔ تو مراد یہ ہے کہ تمہیں یہ اختیار ہی نہیں ہے کہ دلوں کے حال معلوم کر سکو، دل پھاڑ کر تو نہیں دیکھ سکتے۔

اب دیکھو پاکستان پر رسول اللہ ﷺ کی اس ایک نصیحت پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں کتنی بڑی قیامت ٹوٹی ہوئی ہے۔ احمدیوں کو اس جرم میں قتل کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور جب پوچھا جائے کہ کیوں قتل کرتے ہو۔ کہتے ہیں ان کے دل میں یہ نہیں ہے، ان کے دل میں کچھ اور بات ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب ایسے واقعات ہوئے تو آپؐ نے بڑی شدت اور سختی سے فرمایا کہ بھلا تمہیں کیا طاقت ہے تم دلوں کے حال جان سکو۔ جو منہ سے کہتا ہے تمہیں اس کو ماننا پڑے گا۔ پس یہ اتنا بڑا فساد پھیلا ہوا ہے اس پر غیر احمدی بھی بول اٹھے ہیں اور مولوی بھی شور مچا رہے ہیں مگر اس کی تفصیل میں یہاں جانے کا وقت نہیں۔ یہاں میں اس آیت کے حوالہ سے استنباط کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب وہ زکوٰۃ دیں اور توبہ کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ اقتباس جو میں نے پہلے پڑھنے تھے اور وقت کی کمی کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا تھا آپ کے لئے رکھے ہوئے ہیں تاکہ میں یہ پڑھ کر پھر اس پر اس خطبہ کو ختم کروں گا۔ فرماتے ہیں:

"رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے"۔ اب یہ حصہ جو ہے یہ عام انسان کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ رحیمیت میں بار بار رحم کرنے کا خیال تو آتا ہے لیکن پردہ پوشی کا خیال کبھی کسی دماغ میں نہیں آسکتا جب تک عارف باللہ نہ ہو۔ پس پردہ پوشی اس لئے کہ اگر بار بار رحم کرنا ہے تو پہلے گناہوں سے پردہ پوشی کرو گے تو پھر دوبارہ رحم کا موقع ملے گا۔ اگر پہلے سے پردہ پوشی نہیں کرو گے تو وہ تو پکڑا جائے گا اور اپنے گناہوں کی پاداش میں سزا دے دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ بار بار رحم کرنے کے ساتھ بار بار پردہ پوشی بھی فرماتا ہے۔

پس یہ عجیب نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں۔ "رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے۔ مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اُس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا"۔ یعنی رحمانیت خدا تعالیٰ کی جن پر جلوہ گر ہوتی ہے ان کے کسی فعل کے نتیجہ میں رحمانیت نہیں ہوتی۔ جانوروں پر بھی عام ہے، بنی نوع انسان پر عام ہے۔ ان پر بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے ان پر بھی

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں

پارکنگ، پٹرول اور وقت بچائیے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔

"کینیڈا اور امریکہ کی بکنگ بھی جاری ہے"

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

رحمانیت کا سلوک عام ہے، بارش برستی ہے تو نیک اور بد میں تمیز نہیں کرتی، یہ نہیں دیکھتی کہ یہ نیک کا کھیت ہے یہاں برسنا چاہئے، یہ بد کا کھیت ہے یہاں نہیں برسنا۔ ایک جلوہ عام ہوتا ہے جس میں سب کو فیض پہنچ جاتا ہے۔

فرمایا: ”رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو دخل کوئی نہیں ہوتا۔ مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے“ (الحکم ۳۱/اگست ۱۹۰۱ء)۔ ان کی پردہ پوشی فرمائے اور ان کو موقع دے کہ وہ سنبھل جائیں۔ یعنی ان کے حالات سنبھل جائیں اور ان کو اس وقت بلائے جب ان کی بخشش ہو چکی ہو۔

پھر فرماتے ہیں: ”الرَّحِیْم...... یعنی محنتوں، کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا“۔ رحیم کی تعریف یہ ہے محنتوں، کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا۔“

یہ صفت اس فرقہ کو رد کرتی ہے جو اعمال کو بالکل لغو خیال کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں نماز کیا تو روزے کیا؟ اگر غَفُوْرٌ رَّحِیْم نے اپنا فضل کیا تو بہشت میں جائیں گے، نہیں تو جہنم میں۔ اور کبھی کبھی یہ لوگ اس قسم کی باتیں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں عبادتاں کر کے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا“۔ اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیچ میں پنجابی کے بعض محاورے دلچسپ داخل کردیتے ہیں اور یہ عموماً اہل پنجاب کا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے کہ میاں عبادتاں کر کے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا ہے۔ بس جیسا ہی ہے گزارہ کر رہے ہیں۔ ”کچھ کیتا کیتا، نہ کیتا نہ سہی“۔ کچھ کرلیا تو کرلیا، نہیں کیا تو نہ سہی۔ ”غرض اَلرَّحِیْم کہہ کر خدا ایسے ہی لوگوں کا رد کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ جو محنت کرتا ہے اور خدا کے عشق اور محبت میں محو ہو جاتا ہے وہ دوسروں سے ممتاز اور خدا کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی خود دستگیری کرتا ہے جیسے فرمایا: وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری خاطر مجاہدات کرتے ہیں آخر ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ جتنے اولیاء انبیاء اور بزرگ لوگ گزرے ہیں، انہوں نے خدا کی راہ میں جب بڑے بڑے مجاہدات کئے تو آخر خدا نے اپنے دروازے ان پر کھول دیئے لیکن وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی اس صفت کو نہیں مانتے عموماً ان کا یہی مقولہ ہوتا ہے کہ میاں ہماری کوششوں میں کیا پڑا ہے۔ جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا، ہماری محنتوں کی کوئی ضرورت نہیں“۔

اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ تقدیر میں جو بخشش کا ذکر ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ جو کچھ کرتے چلے جاؤ ضرور بخش دوں گا۔ جو بخشش کے لائق ہوگا اس کی بخشش کی جائے گی۔ وہ کہتے ہیں ”جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا ہماری محنتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو ہونا ہے وہ آپ ہی ہو جائے گا۔ اور شاید چوروں اور ڈاکوؤں اور دیگر بدمعاشوں کا اندر ہی اندر یہی مذہب ہوتا ہوگا۔ غرض یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے فعل دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن میں اعمال کا کوئی دخل نہیں جیسے سورج چاند ہوا وغیرہ جو خدا تعالیٰ نے بغیر ہمارے کسی عمل کے ہمارے وجود میں آنے سے ہی پیشتر اپنی قدرت کاملہ سے تیار کر رکھے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن میں اعمال کا دخل ہے۔ اور عابد زاہد اور پرہیزگار لوگ عبادت کرتے اور پھر اپنا اجر پاتے ہیں“۔

(الحکم ۲/جنوری ۱۹۰۸ء)

اب اس خطبہ کے بعد میں اس مضمون کو سردست ختم کرتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ یہی رحمانیت اور رحیمیت کا مضمون جاری رہے گا اور رحیمیت کے علاوہ جو رحمانیت کی بعض آیات پہلے زیر نظر نہیں آئیں وہ بھی کوشش کروں گا کہ ان کو دوبارہ پھر لے لوں اگرچہ سب کو نہیں۔ تو یہ جب صفات ختم ہونگی تو پھر خدا تعالیٰ کی بقیہ ننانوے صفات کا ذکر شروع ہوگا۔ صاف ظاہر ہے کہ میری زندگی کے بعد تک یہ ذکر جاری رہے گا اور آئندہ خلیفہ کو اگر موقع ملا تو وہ بھی اس ذکر کو آگے بڑھاتا چلا جائے گا۔

ہومیو پیتھی طریق علاج کے ذریعہ
خدمت خلق اور حیرت انگیز شفا کے
دلچسپ اور ایمان افروز واقعات
نمبر ۸

آپ کے تجربہ میں بھی ایسے غیر معمولی شفا کے ایمان افروز واقعات ہوں تو اپنے ملک کے امیر صاحب یا مبلغ سلسلہ کی تصدیق اور توسط سے ہمیں بھجوائیں تا کہ وہ بھی الفضل کے ذریعہ ریکارڈ میں محفوظ ہو جائیں۔ (مدیر)

مکرم رانا سعید احمد خان صاحب جرمنی میں جماعت کی طرف سے شعبہ ہومیوپیتھی کے انچارج ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں بہت عمدگی کے ساتھ جرمنی بھر میں اس شعبہ کے کام کو منظم کرنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ کی ذاتی توجہ اور دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ اب جرمنی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے "Frende der Homoopathic e.v." کے نام سے ایک ادارہ باقاعدہ طور پر رجسٹر ہو چکا ہے اور رانا سعید احمد خان صاحب اس کے چیئرمین ہیں اور اپنی ٹیم کے ساتھ جرمنی بھر میں ہومیوپیتھی کے فروغ اور مریضوں کے مفت علاج کے سلسلہ میں خدمت کی سعادت پا رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”خاکسار نے جو بھی سیکھا جو بھی تجربات کئے وہ تمام کے تمام حضور انور ایدہ اللہ کے مشہور و معروف نسخہ جات ہی ہیں اور حضور انور کی ہومیوپیتھی کلاسوں سے باقاعدہ علم حاصل کیا ہے۔ اور آج بھی خدا کے فضل کے ساتھ حضور انور کی کلاسوں کو باقاعدہ سنتا ہوں اور ریکارڈ کرتا ہوں۔ اور الا ماشاء اللہ ہمیشہ ہی خدا کے فضل کے ساتھ فائدہ ہوتا ہے۔ الحمد للہ۔ خاکسار نے روزانہ ۲ گھنٹے ہومیوپیتھک کے لئے باقاعدہ وقف کئے ہوئے ہیں۔ اللہ قبول فرمائے“۔

ہومیوپیتھک ادویہ کی غیر معمولی تاثیر اور بالخصوص حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی دعا اور توجہ کے فیض کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

”جب ۲۸/مئی ۱۹۹۷ء کو حضور انور نے اس عاجز کی تمام نالائقیوں کے باوجود ازراہ شفقت خاکسار کے سپرد شعبہ ہومیوپیتھک کیا تو خاکسار اکیلا تھا اور صرف چند دوائیاں تھیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے سلطان نصیر عطا فرمائے۔ اور خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ جرمنی میں ۴۰ سے زائد ڈسپنسریاں قائم ہوئیں اور ۱۴۰۰ سے زائد دواؤں کی پوٹینسیاں ہماری بڑی مرکزی ڈسپنسری میں موجود ہیں۔ بعد میں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وقتی طور پر ہمیں کام بند کرنا پڑا مگر پھر حضور انور ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت اور توجہ سے دوبارہ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آج ہم خدا کے فضل کے ساتھ ایک باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ہیں اور ڈاکٹروں کی ایک ٹیم خدا کے فضل سے ہمارے ساتھ خدمت کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین“۔

مکرم رانا صاحب ذاتی طور پر شفاء کا ایک حیرت انگیز واقعہ بھجواتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”۱۹۹۳ء کی بات ہے خاکسار کو دل کی تکلیف ہوئی اور ڈاکٹروں نے انجیوگرافی تجویز کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خاکسار کے دل کی ایک نالی ۸۵ فیصد بند ہے۔ بہر حال انہوں نے اسے کھول دیا اور روزانہ صبح اسپرین کی ایک گولی بطور دوا تجویز کی۔

ان دنوں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ جرمنی میں جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ خاکسار نے دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے ازراہ شفقت ملاقات کے لئے بلایا۔ حسب ارشاد مع اہل و عیال ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو فرمایا ”تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا ہے۔ اتنی اچھی صحت ہے تمہاری ماشاء اللہ۔ یہ کیا ہوا ہے“۔ خاکسار نے تفصیل بتائی تو حضور انور نے بڑی محبت سے فرمایا کہ Arnica 200 +Lachesis 200 اور Crataegus Q میں لیتے رہو انشاء اللہ ٹھیک رہو گے۔ اسپرین کا نقصان ہے“۔ خدا گواہ ہے کہ خاکسار نے کبھی بھی اسپرین نہیں لی اور حضور انور کا تجویز کردہ نسخہ ہی استعمال کرتا ہوں۔ اس کے بعد سے کئی چیک اپ ہوئے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہر طرح سے خیر و عافیت ہے بلکہ ایک بار تو ہارٹ سپیشلسٹ نے معائنہ کیا تو کہا کہ لگتا ہے کہ تم ہماری دوا باقاعدہ لے رہے ہو کیونکہ تمہارے دل کے پٹھے وغیرہ بہت مضبوط ہیں۔ خاکسار نے کہا کہ ”میں تو کوئی دوائی نہیں لے رہا“۔ اس نے پریشان ہو کر پوچھا کہ کیا تم اسپرین نہیں لیتے۔ تو خاکسار نے کہا کہ نہیں۔ اس پر وہ بہت حیرانی کے ساتھ خاموش ہو گیا۔ پھر میں نے اسے بتایا کہ میں تو ہومیوپیتھک دوائی لے رہا ہوں اور اسے مذکورہ بالا نسخہ بتایا تو اس نے تعجب سے سر ہلایا اور چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے اس کے بعد آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

خاکسار یہ نسخہ لیڈم اور ایکونائٹ کے ساتھ ملا کر بہت سارے مریضوں کو استعمال کروا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب پر بے حد فضل ہے۔ خاکسار اکثر دوستوں کو جو چالیس سال سے اوپر ہیں کریٹیکس مدر ٹنکچر (Crataegus-Q) میں حفظ ماتقدم کے طور پر تجویز کرتا ہے“۔

اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و عمر میں بہت برکت دے اور آپ کی دعاؤں اور توجہات کا فیض ہمیشہ ہی ساری جماعت کو پہنچتا رہے۔ آپ نے ہومیوپیتھی طریقہ علاج کو جماعت میں متعارف کروا کر اور اس کے ذریعہ مفت علاج کو عام کر کے انسانیت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور بلاشبہ لاکھوں احمدی اب روز مرہ کی تکلیفوں کا علاج خود ہی ہومیوپیتھی دواؤں کے ذریعہ کر لیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف ان کی صحت اچھی رہتی ہے بلکہ ڈاکٹروں کی بھاری فیسوں، ہسپتالوں کے چکروں اور ادویات کے بھاری اخراجات کی بچت بھی ہوتی ہے اور اپنے اپنے ماحول میں وہ ہومیوپیتھی کے ذریعہ دوسروں کا بھی مفت علاج کر کے خدمت انسانیت میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو جسمانی و روحانی ہر لحاظ سے بھرپور صحت عطا فرمائے اور سب مریضوں کو شفا دے اور دکھی انسانیت کی بھرپور اور مقبول خدمت کی توفیق بخشے۔

احمدی بچی کا قابل تقلید نمونہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کی تربیت سے متعلق بارہا جماعت کو مختلف خطبات /خطابات و دیگر مواقع پر توجہ دلائی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کا ایک نہایت تفصیلی خطبہ جمعہ وہ ہے جو آپ نے ۲۰/جون ۱۹۹۷ء کو مسجد بیت الرحمن واشنگٹن، امریکہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ جمعہ احمدی والدین اور بچوں کو خاص طورپر بہت غور اور توجہ سے باربار پڑھنا اور سننا چاہئے ۔ اس میں حضور ایدہ اللہ نے خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک اور ترقی یافتہ آزاد ممالک میں بسنے والے والدین کی رہنمائی کے لئے بہت اہم اور قیمتی نصائح فرمائی ہیں۔ اس میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

”پس اس معاشرے میں جہاں ماحول نیکیوں کے مخالف ہے جہاں بدیوں کو تقویت دینے والا ہے وہاں بچپن ہی سے نیکیوں سے ذاتی لگاؤ پیدا کرنا اور اس کے لئے روزمرہ کے مواقع سے فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہے......... دوسری بات جو سمجھانے کی ضرورت ہے وہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا جب بچے باہر سکولوں میں جاتے ہیں تو بعض لوگ ان کو حقارت سے دیکھتے ہیں ان کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن ان میں اگر خود اعتمادی ہو اور ماں باپ ان کو پہلے سے سمجھا چکے ہوں کہ تمہاری نیکیوں پر سوسائٹی تمسخر اڑائے گی، تمہیں ذلیل نظروں سے دیکھے گی لیکن تم نے سر اٹھا کر چلنا ہے۔ اگر کہیں سر اٹھانا جائز ہے تو اس موقع پر سر اٹھانا جائز ہے اور لازم ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بتائیں کہ تم کوڑی کی بھی پرواہ نہ کرو۔ جو چاہے دنیا کہتی پھرے جس طرح چاہے دیکھے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارا کردار تب بنے گا کہ تم جن باتوں کو اچھا سمجھتے ہو انہیں کرنے کی جرأت رکھتے ہو......... پس نیکی پر خوداعتمادی یہ بہت ضروری ہے اور اس خوداعتمادی کے فقدان کے نتیجے میں نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس جن بچوں کو آپ نے سوسائٹی میں بھیجنا ہے ان کو بتائیں کہ تمہاری عزت اور تمہاری اعلیٰ اقدار سچائی سے وابستہ ہیں۔ تمہاری عزت اور اعلیٰ اقدار گندگیوں سے مونہہ موڑنے سے وابستہ ہیں۔ سوسائٹی ایک طرف مونہہ کرکے جاتی ہے تم دوسری طرف مونہہ کرکے چلو اور اس میں تمہارا سر فخر سے اٹھنا چاہئے، ذلت کا احساس نہیں ہونا چاہئے۔ اگر نیکی کے ساتھ ذلت کا احساس ہو تو یہ نیکی کبھی بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ پس اکثر خرابی یہاں بچوں میں اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ ان کو گھر میں نیکی میں عزت کا احساس نہیں بتایا جاتا۔ یہ نہیں بتایا جاتا کہ تم میں تو اس سے خود اعتمادی پیدا ہونی چاہئے، تم اونچے ہو تم گھٹیا لوگوں سے شرماتے ہو۔ یہ تم کیا چیز ہو، کیا کبھی جانوروں سے بھی تم شرمائے ہو کہ جانور ہر قسم کی بیہودہ حرکتیں کر رہے ہیں اور تم انسانوں کی طرح چل رہے ہو۔ تمہیں جانوروں پر رحم تو آ سکتا ہے مگر جانوروں سے شرما نہیں سکتے۔ پس انسانی ماحول میں بھی جانور بس رہے ہیں اور جانور وہ جو مادر پدر آزاد ہیں، جانوروں سے بھی بے حیائیوں میں آگے بڑھ گئے ہیں ان کے سامنے تمہیں سر اٹھا کر چلنا ہے۔

یہ وہ تکبر ہے جس میں حقیقت میں بنیادی طور پر انکساری ہے کیونکہ خدا کی خاطر آپ اپنا سر اٹھا رہے ہیں اور ایسے موقع پر آنحضرت ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ بعض دفعہ نیکیوں کا اثر ڈالنے کے لئے سر اٹھانا ہی نیکی بن جایا کرتا ہے۔ اپنی اعلیٰ اقدار پر سر اٹھا کر چلیں کوڑی کی بھی پرواہ نہ کریں کہ کوئی آپ کو کس طرح دیکھتا ہے اور کیا سمجھ رہا ہے۔ یہ احساس خود اعتمادی گھر میں بچپن میں پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ نے نہ کیا تو پھر بارہ، چودہ، پندرہ سال کے بعد بالکل آپ کا بس نہیں رہے گا۔ آپ کو اختیار نہیں رہے گا۔ پھر دنیا کی لذتیں ان کو اس عمر میں اپنی طرف اس طرح کھینچیں گی کہ ان کے نزدیک خود اعتمادی کا کوئی سوال باقی نہیں رہے گا“۔

اس زمانہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ خداتعالیٰ کے فضل سے اسلامی روایات کی امین ہے اور دنیا بھر میں مخلص احمدی مرد و زن اعلیٰ دینی اقدار کی پاسبانی میں اور اپنے نیک نمونہ کے ساتھ عَلَمِ اسلام کو بلند کئے ہوئے ہیں۔ اہل مغرب کی طرف سے عموماً اعتراض کیا جاتا ہے کہ پردہ مسلمان عورتوں کی ترقی میں روک ہے۔ مگر احمدی مسلمان بچیاں باپردہ ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے اور مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل کرکے اس اعتراض کا عملی جواب دیتی ہیں کہ پردہ نہ صرف یہ کہ ان کی عزت و عصمت کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ ہر گز ان کی ترقیات میں کوئی روک نہیں بنتا۔

اسی قسم کی ایک سرگزشت ہمیں عزیزہ عطیۃالغالب بنت مکرم مسعود احمد صاحب شاہد نے آسٹریلیا سے بھجوائی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احمدی بچیاں ہر جگہ ایسے ہی نیک نمونے قائم کررہی ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کی تحریک کے ساتھ یہ مضمون ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

”میرا نام عطیۃ الغالب ہے اور مَیں اس وقت St.Francis Catholic College میں کلاس 9th کی طالبہ ہوں۔ مَیں اپنے والدین کے ہمراہ اگست ۱۹۹۶ء میں آسٹریلیا آئی تھی کیونکہ میرے والد صاحب (مسعود احمد شاہد) کا بطور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ یہاں تقرر ہوا تھا۔

آسٹریلیا آکر مَیں نے 4th کلاس سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ دوران تعلیم شروع شروع میں مجھے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ یہاں کے ماحول اور ہمارے اسلامی ماحول میں بہت فرق ہے۔ جبکہ میں ایک احمدی مسلمان لڑکی کے طور پر سکول میں اپنے آپ کو متعارف کروانا چاہتی تھی اور انہیں روایات کو لے کر آگے بڑھنا چاہتی تھی جو کہ ایک احمدی مسلمان بچی کی شایان شان ہوتی ہیں اور جن کی ہمارے پیارے حضور ہم احمدی بچوں سے توقع رکھتے ہیں۔ ان روایات میں سب سے بڑھ کر میرا لباس تھا۔ میری ہر وقت یہ کوشش رہتی تھی کہ مَیں اسلامی باپردہ لباس میں سکول جاؤں۔ اور سکول میں میری سیٹ بھی لڑکوں کی بجائے لڑکیوں کے ساتھ ہو۔ مزید یہ کہ جمعہ کے روز مجھے جمعہ پڑھنے کی اجازت بھی مل جائے۔ سکول میں داخل ہوتے ہی مَیں نے پہلا کام یہ کیا کہ محترم پرنسپل صاحب سے پورا لباس پہننے، جمعہ پڑھنے اور میوزک کلاس میں شامل نہ ہونے کی اجازت لے لی۔ اس کے علاوہ کلاس کے اندر اپنی کلاس ٹیچر کو بھی بتادیا کہ میری سیٹ آپ لڑکیوں کے ساتھ مقرر کردیں۔ دو تین مرتبہ جب میں نے اسے کہا تو ٹیچر نے ذرا غصہ سے کہا کہ تم کون ہو؟ مَیں نے کہا کہ میں ایک احمدی مسلمان لڑکی ہوں اور ہمارا مذہب ہمیں لڑکوں کے ساتھ کھلم کھلا میل جول کی اجازت نہیں دیتا۔ اس ٹیچر نے کہا کہ یہاں اور بھی بہت ساری مسلمان لڑکیاں پڑھتی ہیں مگر انہوں نے کبھی اس طرح نہیں کہا جس طرح تم کہتی ہو۔ اس پر مَیں نے کہا کہ مَیں ان سے مختلف ہوں، مَیں ایک **احمدی مسلمان** لڑکی ہوں۔ میرا جواب سن کر وہ ٹیچر تو خاموش ہو گئی اور اس نے میری سیٹ بھی مستقل لڑکیوں کے ساتھ کردی۔ مگر کلاس نے میرا بائیکاٹ کردیا۔ کوئی لڑکی میرے ساتھ بات کرنے کو تیار نہ تھی۔ کچھ دن تو اسی طرح ہوتا رہا۔ مگر مجھے ذاتی طور پر کوئی پریشانی نہیں تھی کیونکہ مَیں یہ سب کچھ اپنی خوشی سے اپنی مذہبی اقدار کو رواج دینے کی خاطر کر رہی تھی مگر اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی کہ آخر یہ لوگ میرے اس طرح کرنے کو Mind کیوں کرتے ہیں؟

آخر ایک دن مَیں نے گھر آکر اپنے والدین سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ تم سورۃ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر دعا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں کو بدل دے گا اور وہ خود بخود تمہاری دوست بن جائیں گی ۔ اس سے مجھے بڑا حوصلہ ملا۔ چنانچہ اگلے ہی روز سکول میں جب لنچ ٹائم کے دوران مَیں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی تو مَیں نے سورۃ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر خاص توجہ سے خداتعالیٰ کے حضور دعا کی تو مَیں نے یوں محسوس کیا کہ اب مَیں اکیلی نہیں ہوں بلکہ خداتعالیٰ کے فرشتے میرے ہمراہ ہیں۔ اور اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میری کلاس کی وہ لڑکیاں جو سب سے زیادہ میرے نظریات کی مخالف تھیں میرے پاس آئیں اور کہا کہ آؤ ہم تمہاری دوست ہیں۔ ہمارے ساتھ کھیلو اور یہ کہ اب ہم بھی لڑکوں کو اپنے گروپ میں نہیں رکھیں گی۔ قبولیت دعا کے اس عظیم الشان معجزے نے میرے ایمان کو اس وقت اور زیادہ تقویت بخشی جب میں کلاس میں گئی تو ٹیچر نے مجھے کھڑا کرکے میرا تعارف پوچھا۔ میرے تعارف کرانے پر اس نے پوری کلاس کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے اب اس لڑکی کا مذہب سب سے اچھا لگتا ہے۔

اس دن کے بعد سے تمام کلاس اور ٹیچرز میرا خاص احترام کرتے ہیں۔ گھر آتے ہی مَیں نے یہ تمام باتیں بذریعہ خط حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھ دیں۔ حضور کی طرف سے مجھے بڑا ہی پیارا دعائیہ خط موصول ہوا۔

اب اس وقت مَیں کیتھولک کالج میں 9th کلاس میں ہوں ۔ پورا لباس پہنتی ہوں اور سر پر سکارف اوڑھ کر جاتی ہوں ۔ انہوں نے مجھے سکول ہی میں نماز پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ سکول کے اندر ان کا عام دستور ہے کہ مرد عورتوں کے ساتھ اور عورتیں مردوں کے ساتھ ہاتھ ملاتی ہیں۔ مگر مَیں نے پہلے دن ہی جب پرنسپل نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو کہہ دیا تھا کہ سوری (Sorry) ہم مردوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتیں۔ میرے اس طرح کہنے سے اس نے ایک ٹیچر کو مقرر کیا کہ وہ تمام Subject کلاسز میں میرا تعارف کراتے وقت یہ بھی کہہ دے کہ اس کے ساتھ کوئی ہاتھ نہ ملائے۔ اس کالج کے اندر باقاعدہ ایک Religious کلاس ہوتی ہے اس میں میرا ٹیچر میرے سے اسلام کے بارہ میں بہت سوالات کرتا ہے۔ اگرچہ میری اس کلاس میں اور بھی بہت ساری مسلمان لڑکیاں ہیں مگر ٹیچر کی مطمحِ نظر صرف مَیں ہی ہوتی ہوں۔ میرے جواب دینے سے ٹیچر اتنا متأثر ہوتا ہے کہ وہ کئی بار مجھے کہہ چکا ہے کہ میرا خیال ہے یہ کلاس آپ لیا کریں۔ کل مَیں نے ساری کلاس کو کلمہ طیبہ باترجمہ سکھایا تھا۔ وہ میرے عربی بولنے کے انداز سے بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مَیں جو بھی اپنے Assignments لکھتی ہوں اس کے ٹائٹل پیج کو کلمہ طیبہ، بسم اللہ اور دوسری اسلامی دعاؤں سے مزین کرتی ہوں جو کہ میرے اساتذہ کے لئے ایک نئی چیز ہوتی ہے۔ وہ بڑی دلچسپی سے اس کو پڑھتے ہیں۔ کل بطور ایک اسلامی لڑکی انہوں نے میرا انٹرویو لیا ہے۔ اب میرے Religious ٹیچر نے مجھ سے کہا ہے کہ اپنے مذہب کے عقائد سے متعارف کرواؤ“۔

LONDON MONEY EXCHANGE

پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں

رابطہ: مبشر احمد صدیقی

270 Ilford Lane, Ilford, Essex 1G1 2SD

Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

داعیان الی اللہ کے لئے

کسرِ صلیب

(ڈاکٹر محمد طاہر۔ پورٹ لینڈ امریکہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ ابن مریم آئے گا جو فیصلے کرنے والا ہوگا انصاف کے ساتھ۔ پس وہ صلیب کو توڑے گا او رخنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو موقوف کردے گا اور اتنا مال دے گا کہ لوگ لینے سے انکار کر دیں گے۔ (حدیث بخاری کتاب بدء الخلق)

اس حدیث میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ مسیح ضرور آئے گا اور وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو نابود کرے گا۔ یہ سب خبریں استعاروں میں دی گئی ہیں ورنہ نبی کا کام یہ نہیں ہوتا کہ صلیبوں کو گرجاؤں سے اتار اتار کر توڑتا جائے۔ کسر صلیب سے مراد ہے کہ وہ عیسائیوں کے عقائد کو باطل ثابت کرکے عیسائیت کی عمارت کو منہدم کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی کام کیا اور عیسائیت کے متعلق کثرت سے لٹریچر شائع کیا اور یہ ثابت کردیا کہ عیسائیت باطل عقائد پر قائم ہے اور اس کی عمارت کا بنیادی ستون یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا خود خدا تھے، منہدم کردیا اور یہ ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی انسانوں کی طرح فوت ہوچکے ہیں۔

عیسائیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ان کا نجات دہندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسے یہ یسوع مسیح بھی کہتے ہیں خود خدا کا بیٹا تھا۔ اس تثلیث کے عقیدہ کی کبھی سمجھ نہیں آسکی۔ ایک شخص اپنے والد صاحب بھی ہیں اور پھر ان کے بیٹے بھی ہیں۔ عیسائی لوگ اپنے عقائد کے علاوہ مندرجہ ذیل بائبل کے حوالہ کو پیش کرتے ہیں۔ یہ حوالہ New Testament St.John3:16 کا ہے:

"For God so loved the world that he gave his only begotten Son".

اردو بائبل میں ترجمہ یوں ہے۔

کتاب مقدس یوحنا باب ۳ آیت ۱۶:

"کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا"۔

اس مضمون میں ان حوالہ جات کو اکٹھا کردیا گیا ہے جو بائبل یعنی پرانے عہد نامہ میں درج ہیں اور جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو خدا، خدا کا پہلوٹھا بیٹا، خدا کا اکلوتا بیٹا کے الفاظ اور جگہ بھی استعمال ہوئے ہیں اور دیگر انبیاء کے لئے بھی کئے گئے ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی امتیازی سلوک نہیں ہے۔ حوالہ جات دیتے ہوئے میں نے اردو اور انگریزی دونوں زبان میں لکھ دئے ہیں تا ڈھونڈنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ حوالہ جات:

(۱) Bible King James Version اور

(۲) New American Standard Bible اور

(۳) کتاب مقدس برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور پاکستان۔

سے لئے گئے ہیں۔ پہلی دو بائبل میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اور وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن اردو میں تھوڑی بہت تبدیلی کردی گئی ہے۔ دیکھو:

(Exodus 4:22-23)

Then you shall say to pharaoh "Thus says the Lord " Israel is my first born" So I said to you let my Son go, that he may serve you.

"اور تو (یعنی موسیٰ) فرعون سے کہنا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹھا ہے اور میں تجھے کہہ چکا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دو تاکہ وہ میری عبادت کرے"۔

(خروج باب ۴ آیات ۲۲۔۲۳)

پھر دیکھو:

"Then the Lord said to Moses "See I make you as God to Pharoah & your brother Aaron shall be your prophet".*(Exodus 7:1)*

اردو بائبل خروج باب ۷ آیت نمبر ۱ میں یوں لکھا ہے:

"پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے گویا خدا ٹھہرایا اور تیرا بھائی ہارون تیرا پیغمبر ہے"۔

پھر دیکھو 1 Chronicles 22:10

"He shall build a house for my name and shall be my son and I will be his father; and I will establish the throne of his Kingdom over Israel for ever".

اردو بائبل میں ترجمہ۔ اتواریخ باب ۲۲ آیت نمبر ۱۰ کا یوں ہے:

"کیونکہ سلیمان اس کا نام ہوگا اور میں اس کے ایام میں اسرائیل کو امن بخشوں گا وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہونگا اور میں اسرائیل پر اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا"۔

پھر دیکھو Psalm 2:7

He said to me thou art My Son today I have thee".

اردو بائبل میں ترجمہ۔ زبور باب ۷ آیت نمبر ۲ کا یوں ہے: "میں اس فرمان کو بیان کروں گا۔ خداوند نے مجھ سے کہا تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا ہے"۔

پھر دیکھو Psalms 82:6

"I said you are God and all of you are sons of the Most High."

اردو بائبل میں ترجمہ زبور باب ۸۲ آیت ۶ میں یوں ہے: "میں نے کہا کہ تم اِلٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو"۔

قارئین ! آکسفورڈ ڈکشنری میں begotten لفظ کے معنی دیکھیں اور پھر جہاں begotten کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں اس کے معنی لگا کر دیکھیں تو پوری طرح سمجھ آسکے۔

بقیہ: مسجد زیگا کا افتتاح از صفحہ ۱۶

وغایت اور مومنوں کا مساجد کے ساتھ تعلق وغیرہ پر اظہار خیال کیا۔ ساڑھے بارہ بجے دعا کے بعد یہ اجلاس ختم ہوا۔

اسی طرح خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کی طرف دلچسپ رہا۔ اس تقریب میں ۲۸ دیہات سے نمائندگان نے شرکت کی اور کل حاضری ۱۳۵۰ سے زائد تھی۔

مقامی جماعت نے بہت عمدہ انتظامات کئے تھے۔ تمام مہمانوں کو کھانا اور لوکل مشروب پیش کیا

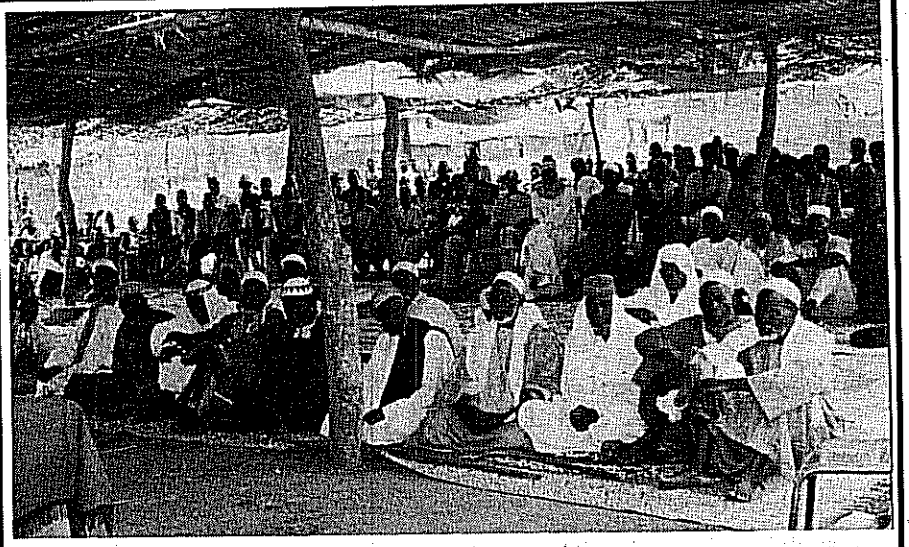

مسجد احمدیہ زیگا کے افتتاح کے موقعہ پر حاضرین کا ایک منظر
پہلی صف میں مختلف جماعتوں کے ائمہ کرام اور مہمان تشریف فرما ہیں

توجہ دلائی گئی۔ نماز جمعہ اور کھانے کے بعد مجلس سوال وجواب جاری رہی۔ یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ ساڑھے تین بجے تک جاری رہا۔

بعدہ مجلس خدام الاحمدیہ بوبو جلاسو اور مجلس خدام الاحمدیہ زیگا کے درمیان ایک دلچسپ فٹبال میچ ہوا جو کہ بوبو مجلس نے جیت لیا۔

نماز عشاء کے بعد مجلس سوال وجواب گیا۔ تمام پروگرام بڑے احسن طریق پر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اس پروگرام کے بعد مقامی صدر جماعت جو کہ امام بھی ہیں ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ آنے والے ائمہ کو پکڑ پکڑ کر کہتے کہ حق کو قبول کرو۔ اکثر ائمہ نے بہت اچھے جذبات کا اظہار کیا۔ اس علاقہ کے سب سے بڑے امام اور اس علاقہ کے سب سے

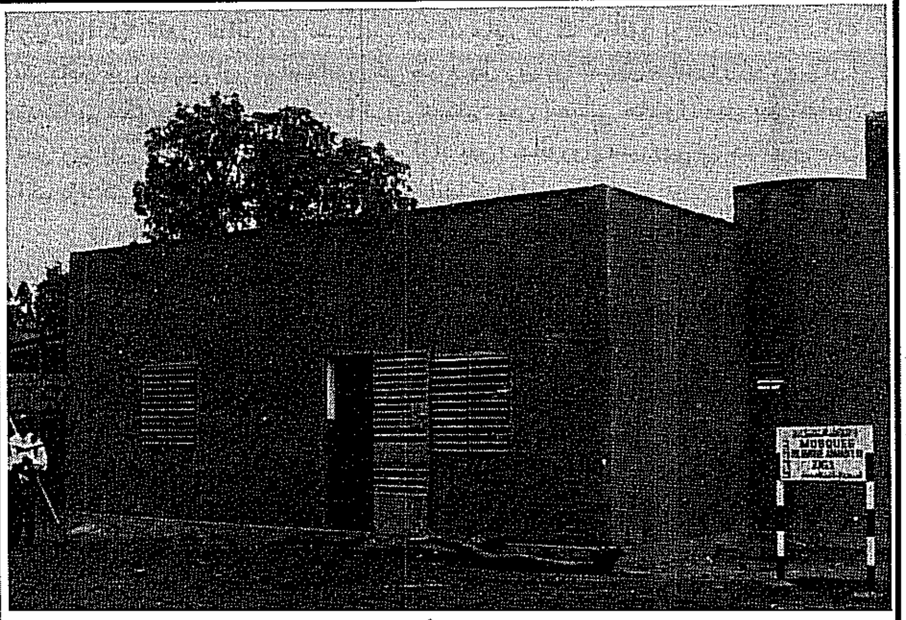

مسجد احمدیہ زیگا کا ایک اور منظر

پھر شروع ہوئی جو رات دس بجے تک جاری رہی۔ پھر اگلے دن ۱۷؍مارچ کو نماز فجر کے بعد سوال وجواب کی مجلس ہوئی جو صبح نو بجے تک جاری رہی۔

اللہ کے فضل سے تمام پروگرام بہت ہی بڑے نابہ (بادشاہ) نے بہت شکریہ ادا کیا اور اپنے پورے تعاون اور محبت کا اظہار کیا۔

ایک بہت ہی دلچسپ بات یہ ہوئی کہ ستمبر ۲۰۰۰ء میں جس دن مسجد کے کام کا آغاز ہوا تھا اس دن بھی بارش ہوئی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے جبکہ ۱۵؍اور ۱۶؍مارچ ۲۰۰۱ء کی درمیانی رات کو غیر متوقع طور پر اس سال کی پہلی بارش ہوئی جس کی وجہ سے اکثر حاضرین کی زبان پر یہ بات تھی کہ یہ خاص خدا تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس مسجد کے ساتھ آئی ہے۔ الحمد للہ

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر بہت مبارک فرمائے اور اسے ہمیشہ اپنے مخلص عبادت گزار بندوں سے آباد رکھے۔

حضرت حسن بصریؒ

(میر غلام احمد نسیم - ایم - اے شاہد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "حسن بصریؒ کا ذکر ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ تم کو غم کب ہوتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جب کوئی غم نہ ہو"۔(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۶۱)

☆......☆......☆......☆

تعارف:

ابوسعید بن ابی الحسن یا سر البصری مدینۃ النبوی میں ۲۱ھ بمطابق ۶۴۲ء پیدا ہوئے۔ ان کی وفات ۱۱۰ھ بمطابق ۷۲۸ء میں بمقام بصرہ عراق میں ہوئی۔

زاہدانہ زندگی:

حضرت حسن ان ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے زاہدانہ زندگی گزارنے پر زور دیا۔ اسلامی فتوحات رسول اللہؐ کی زندگی میں شروع ہوگئی تھیں۔ خلافت راشدہ کے زمانہ میں برابر جاری رہیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں اختلافات در آنے کا آغاز ہوگیا۔ حسن نے یہ سب ادوار دیکھے تھے۔ حسن ایک آزاد کردہ غلام کے گھر مدینہ شریف میں پیدا ہوئے لیکن ان کی پرورش وادی القریٰ میں ہوئی۔ اموی خلافت کے ابتدائی دور میں وہ بصرہ منتقل ہوگئے اور وہیں پر مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اسلامی فوج میں شامل ہوگئے اور ایران کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا اور کچھ دیر خراسان کے گورنر کے سیکرٹری بھی رہے۔ اس دور کی معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں نے مادیت پرستی اور اندرونی اختلافات کو جنم دینا شروع کیا تو حسن جیسے مذہبی رجحان اور زاہدانہ طبیعت رکھنے والے کو یہ تبدیلی ناگوار گزری۔ انہوں نے اس تبدیلی کو نہ صرف دل سے ناپسند کیا بلکہ اعلانیہ طور پر ناپسند کیا۔ خصوصاً اموی گورنر حجاج کے طرز عمل اور طریق کار کے خلاف انہوں نے ناپسندیدگی کا اظہار اعلانیہ طور پر کیا لیکن حکومت وقت کے خلاف کسی تحریک میں حصہ لینے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ حکومت کی تلوار ان کے الفاظ سے زیادہ طاقتور ہے۔ دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے کہ صبر سے کام لیں اور توبہ واستغفار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں اور تضرعات کے ذریعہ تبدیلی لائے گا نہ کہ جلدی میں بدامنی پیدا کرنے سے کیونکہ اس طرح خانہ جنگی کا خطرہ ہے۔ وہ کہتے کہ ایک خارجی جو برائی کو زبردستی اچھائی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ برا کرتا ہے۔

تبحر علمی:

حضرت حسن اگرچہ اسلامی علوم تفسیر، حدیث اور فقہ کے مانے ہوئے عالم اور ماہر تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ان علوم پر تقاریر بھی کیں اور رسالے بھی لکھے لیکن ان کی شہرت ان کی زاہدانہ ومتصوفانہ زندگی گزارنے اور اس کی دوسروں کو تلقین کرنے کی مرہون منت ہے۔ ان کی دلچسپی حصول علوم اور اس کے پرچار کی نسبت ایمان کی پختگی اور عمل پر کاربند رہنے، اخلاق کی درستگی اور زاہدانہ زندگی گزارنے پر زیادہ مرکوز نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا قرب اور صحابہ کرام کی تعلیم سے استفادہ کی وجہ سے اور پھر خوف خدا دل سے ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ مادہ پرستی اور دنیاوی جاہ و جلال کے خلاف جہاد میں مصروف رہے۔ ان کی نصائح میں دنیاوی زندگی کے عارضی ہونے اور اخروی زندگی میں جوابدہی کا ذکر ملتا ہے۔ تقویٰ اور خدا تعالیٰ کے خوف کا ہمیشہ وہ پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔ اخلاق کی درستگی پر بہت زور دیتے ہیں۔ ایمان کی مضبوطی اور پختگی ہی ان کے نزدیک ابدی خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔ جو لوگ دنیوی فوائد کے حصول میں لگے رہتے ہیں انہیں کبھی مسرت نصیب نہیں ہوتی۔

معتزلہ اور اشاعرہ دونوں ہی حسن بصری کی عزت کرتے تھے۔ حسن اس بات کے قائل تھے کہ انسان اپنے عمل میں آزاد ہے۔ اس بارہ میں انہوں نے خلیفہ عبدالملک کو کہا تھا کہ وہ اپنے خیالات کی وضاحت کریں۔ تاہم ان کے معتدلانہ رویہ اور زاہدانہ زندگی کے سب ہی معترف ہیں۔ حسن اپنے وقت کے بہت بڑے نیک اور پارسا شمار ہوتے ہیں اور یہ کہ ان کی پارسائی اپنی ذات تک محدود نہ تھی بلکہ وہ اس کی تلقین دوسروں کو کرنے میں بہت بیباک تھے۔

صوفیاء میں مقام:

صوفیاء کرام حسن کو ابتدائی صوفیاء میں شمار کرتے ہیں۔ انہیں بہت اہم مقام دیتے ہیں۔ ان کے زہد و تقویٰ کی شہرت ان کی زندگی ہی میں دور دراز تک پہنچ چکی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے تو بصرہ کے سارے لوگ ان کے جنازہ پر چلے گئے حتیٰ کہ اس روز مغرب کی نماز بصرہ کی مساجد میں ادا نہ ہوسکی کیونکہ سارے کا سارا شہر ان کی نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لئے جنازہ گاہ پہنچا ہوا تھا۔

۶۸۴ء تا ۷۰۴ء حسن بصری کی نصائح اور وعظ کا عروج کا زمانہ رہا۔ ان کے وعظ ونصیحت اور تلقین وہدایت پر مشتمل کوئی کتاب مکمل صورت میں موجود نہیں تاہم جو کچھ بھی موجود ہے اسے اس وقت کی بہترین عربی نثر میں شمار کیا جاتا ہے۔

اقوال:

☆......سچے مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہ گناہ سے پرہیز ہی نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس بات کا فکر ہونا چاہئے کہ موت یقینی ہے اور باوجود اچھے اعمال کے نجات یقینی امر نہیں بلکہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

☆......دنیا دھوکہ باز ہے کیونکہ یہ اس سانپ کی طرح ہے جو چھونے سے تو نرم محسوس ہوتا ہے لیکن وہ زہر قاتل ہے۔

☆......اپنا ہر وقت محاسبہ کرتے رہنا ہی اعمال صالح کا باعث بن سکتا ہے۔

☆......اسلام کے دشمن کافر نہیں ہیں بلکہ منافق ہیں جو مذہب کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں، ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں لیکن دل ان کے صاف نہیں ہوتے۔

☆......ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی معاملہ میں مشورہ طلب کیا تو فرمایا:

"اگر خدا آپ کے ساتھ ہے تو خوف کس بات کا اور اگر خدا آپ کے ساتھ نہیں تو پھر امید کس بات کی"۔

شاگرد:

حسن بصریؒ چونکہ حضرت علیؓ کی زیر تربیت رہے تھے اس لئے صوفیاء تصوف کی کڑی حضرت علیؓ سے ملاتے ہیں۔ ان کے نزدیک گو اس وقت تصوف کی اصطلاح رائج نہ تھی لیکن متصوفانہ زندگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ حسن بصریؒ کے شاگردوں میں حبیب العجمی مشہور ہیں۔ انہیں عجمی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عربی تلفظ اچھی طرح ادا نہیں کرسکتے تھے۔ حبیب العجمی کے شاگرد داؤد طائی تھے جو ان کے طریقہ تصوف میں جانشین مانے جاتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ کو بھی حسن بصری سے غالباً تلمذ حاصل رہا ہے کیونکہ جب حضرت حسن بصریؒ نے وفات پائی اس وقت رابعہ بصریہ کی عمر گیارہ سال تھی۔ گوکہ رابعہ کی عمر کم تھی لیکن ابتدائی تعلیم کے حصول کا زمانہ ضرور تھا اور عین ممکن ہے کہ وہ حضرت حسن بصریؒ کی متصوفانہ زندگی سے متأثر ہوئی ہوں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وجد آفریں تلاوت اور یورپین سٹاف

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت پراثر آواز اور خوش الحانی عطا فرمائی تھی۔ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو سننے والوں پر ایک محویّت طاری ہو جاتی۔

حضرت حافظ محمد حیات صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس حافظ آباد راوی ہیں کہ:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ریلوے سٹیشن لاہور پر گاڑی میں تشریف رکھتے تھے۔ خدام کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ موجود تھے۔ ایک بڈھا سفید ریش آیا اور حضور کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا کہ مرزا صاحب اپنے مولوی کو حکم دیں کہ قرآن کا ایک رکوع سنا دے۔ حاضرین بڈھے کی تائید میں ہوگئے۔ دوستو! اب خیال کرنے کا وقت ہے کہ خدا کے مامور سے یہ بات کہی جاتی ہے۔ لاہور کا اسٹیشن ہے۔ ہوا چاروں طرف اور خوشنما منظر ہو۔ حضرت صاحب کا اشارہ تھا کہ مولوی صاحب نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ بابوؤں نے قلمیں رکھ دیں۔ یورپین سٹاف بت بنا کھڑا تھا۔(الحکم ۲۸/جون ۱۹۳۸ء صفحہ ۷ کالم ۲)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 —— FAX: 04504-202

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

Money Matters

Mortgages, Remortgages
Secured-unsecured Loans
Homeowner Loans,
Tenent Loans,Personal Loans,
Credit Cards,
Current-Savings accounts,
Business Finance

FEEL FREE TO CCONTACT
Mr.Khalid Mahmood

Tel:020 8649 9681 Fax:020 8686 2290
Mobile: 07931 306576

Your home is at risk if you do not keep up repayments on mortgage or any other loan secured on it

بقیہ:درثمین فارسی کے محاسن
از صفحہ نمبر ۴

آنکہ در عشق احد محو و فناست
ہرچہ زو آید ز ذات کبریاست

(درثمین صفحہ ۱۳۶)

(جو خدائے واحد کے عشق میں محو و فنا ہو اس سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے وہ ذات کبریا کی طرف سے ہی ہے)۔

بلکہ ان نظموں میں جن سے یہ شعر لئے گئے ہیں زیادہ تر مسائل تصوف ہی کا ذکر ہے۔

۱۳...... خاکسار کے نزدیک سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دین اسلام کے ثمرات کے ثبوت کے طور پر حضرت اقدس نے اپنی ذات بابرکات کو پیش فرمایا۔ کہنے کو تو سبھی اسلام کی برکات بیان کرتے ہیں لیکن عملی ثبوت غائب۔ آپ خود فرماتے ہیں ۔

سخن زفقر بد زدی ہمے تواں گفتن
ولے علامت مرداں رہ صفا باشد

(درثمین صفحہ ۲۶۴)

(باتیں بنانے کے لئے تو فقر سے لے کر چوری تک کی بیان کی جاسکتی ہے لیکن اس رستہ کے جوانمردوں کی نشانی رہِ صفا کو اختیار کرنا ہے)۔

پس اس زمانہ میں وہ راہِ صفا پر گامزن ہونے والی ہستی آپ کے سوا اور کون ہو سکتی ہے جو اسلام کی برکات کے حاصل ہونے کا زندہ ثبوت پیش کر سکے۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں ۔

ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب

(درثمین صفحہ ۱۹۸)

(اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو بتاؤ کہاں ہے؟ تُو میری طرف دوڑ تا کہ میں تجھے سورج کی طرح وہ اثر دکھاؤں)

پھر فرمایا:

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

(اگرچہ اب کرامت مفقود ہو چکی ہے پھر بھی تُو آ اور اسے محمد ﷺ کے غلاموں میں دیکھ لے)

نیز فرمایا ۔

اے مزوّر گربیائی سوئے ما
و از وفا رخت افگنی در کوئے ما

(اے کذاب اگر تو ہماری طرف آئے اور وفاداری کے ساتھ ہمارے کوچہ میں ڈیرے ڈال دے)

واز سر صدق وثبات و غمخوری
روزگارے در حضورِ ما بری

(اور اخلاص، ثابت قدمی اور دلسوزی کے ساتھ کچھ عرصہ ہمارے پاس گزارے)

عالمے بینی ز ربّانی نشاں
سوئے رحماں خلق و عالم راکشاں

(درثمین صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲)

(تو تجھے خدائی نشانوں کا ایک عالم نظر آئے گا جو دنیا جہاں کو اس رحمان خدا کی طرف کھینچے گا)

غرض ۔

گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمت رسا باشد

(درثمین صفحہ ۲۶۷)

(وہ پھول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا۔ اگر تیری قسمت یاوری کرے تو آ دیکھ ہمارے باغ میں موجود ہے)

۱۴...... ایک اور خصوصیت جو حضرت اقدس کو شعراء سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اگر آپ کو کسی شاعر کا کوئی مضمون پسند آگیا تو پہلے تو آپ اسے قریب قریب اسی کے الفاظ میں اپنی کسی تقریر یا تحریر میں نقل کرتے ہیں۔ پھر کبھی اس پر تضمین فرماتے ہیں ۔ یعنی اس کے ساتھ اپنے چند شعر ملا لیتے ہیں۔ اور پھر بعض دفعہ اسی مفہوم کو اپنے الفاظ میں ایسے عمدہ طریق پر بیان فرماتے ہیں کہ وہ فصاحت وبلاغت میں اس پہلے شعر سے بدرجہا بڑھ جاتا ہے ۔ ممکن ہے کوئی نادان اعتراض کرے کہ نعوذ باللہ حضرت اقدسؑ نے کسی شاعر کا مضمون چرا لیا ہے۔ ایسے شخص کو اس کوچہ کی کوئی خبر نہیں۔ کیونکہ اہل فن کے نزدیک ایسا اخذ نہ صرف جائز ہے بلکہ بزرگ شعراء کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ شعر وشاعری کے ایک بلند پایہ نقاد ابن رشیق کہتے ہیں کہ:

”اگر کسی شخص کا شعر گوئی کا تمام دارومدار اخذ پر ہے تو اسے شاعر مت سمجھو بلکہ وہ شخص عاجز اور کوڑ مغز ہے۔ اور اگر ایک شخص اس پہلو کو بالکل ہی چھوڑے ہوئے ہے اور پہلے نامی شعراء کے کلام سے کہیں کچھ بھی اخذ نہیں کرتا تو وہ فن شعر سے بالکل بے خبر اور جاہل ہے۔

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ ۱۶

صاحب کے توجہ دلانے پر اس جرم میں پولیس نے اس کے خلاف دوسرا مقدمہ بھی درج کر لیا۔ اسے جوڈیشنل ریمانڈ پر حوالات میں بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس جرم میں اس کی ضمانت ہو گئی۔ لیکن وہ مختلف عدالتوں میں سات آٹھ سال تک نماز پڑھنے کے جرم میں مقدمہ بھگتتا رہا اور بالآخر اسے اس جرم میں قید بامشقت اور جرمانے کی سزا دی گئی۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس سارے عرصے میں اسی معروف طریقے سے پنجگانہ عبادت کرتا رہا بلکہ اس کے عقیدے کے لاکھوں لوگ آج بھی یہی جرم کر رہے ہیں۔ جولائی ۱۹۹۷ء میں ایک قادیانی ذرائع سے مجھے ان مقدمات کی تفصیل مہیا کی گئی جو ۱۹۸۴ء سے لے کر اس وقت تک ایسے ہی جرائم کے تحت ان کے خلاف درج ہوئے اور جن میں لوگ سزایاب ہوئے۔ اس کے مطابق کل ۷۰۳ مقدمات میں ۲۶۱۳۔ افراد ماخوذ ہوئے۔ ان میں ۷۲۶ لوگ کلمہ طیبہ لگانے، ۳۶۔ اذان دینے، ۹۳ نماز جمعہ ادا کرنے اور ایک ہزار سے زیادہ السلام علیکم، بسم اللہ، انشاء اللہ اور ماشاء اللہ جیسے الفاظ بول یا لکھ کر خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے الزام میں پکڑے گئے۔ جولائی ۱۹۹۷ء سے اب تک کے اعداد وشمار میرے پاس نہیں ہیں۔

ملازمتوں میں عقیدے کے اختلاف کی بنا پر ترقی اور تنزلی کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ سیشن جج کی پوسٹ سے حال ہی میں ریٹائر ہونے والے ایک صاحب کو جانتا ہوں جن کے ”بیچ میٹ“ سپریم کورٹ کے جج ہیں۔ مگر وہ اپنے شاندار ریکارڈ کے باوجود محض ”مذہبی شودر“ ہونے کے باعث اعلیٰ عدلیہ میں قدم نہ رکھ سکے۔ شاعر کی زبان میں بصد ادب پوچھا جا سکتا ہے ۔

تجھے کیا پڑی ہے زاہد مرے طرز بندگی سے
نہ حرم تری وراثت نہ خدا ترا اجارہ

مجھے اکثر خیال آتا ہے کہ قادیانی تو اس ”حسن سلوک“ کے شاکی ہونے کے باوجود شاید خسارے میں نہیں ہیں یہ دنیا ایک گلوبل ویلج میں بدل چکی ہے انہیں دنیا پر اپنی مظلومیت کے اظہار کے لئے جس مواد یا مسالے کی ضرورت ہے وہ ہم اتنی آسانی سے انہیں پلیٹ میں رکھ کر پیش کر رہے ہیں۔ ان کے پاس پبلسٹی کے بڑے جدید اور ”سوفسٹیکیٹڈ“ ذرائع ہیں ۔ مبالغہ یا جھوٹ کی آمیزش نہ بھی کریں۔ بلا تبصرہ حقائق ہی پیش کر دیں تو بھی ساری مہذب دنیا ہمیں غیر مہذب، تنگ نظر، انسان دشمن اور ظالم تصور کرے گی۔ بسم اللہ یا السلام علیکم کہنے اور اپنی مرضی کی عبادت کرنے کے جرم کے بارے میں ہماری کوئی توجیہہ دنیا کو مطمئن نہ کر سکتی ہے ۔ یہی باعث ہے کہ ساری بیرونی دنیا میں اس مظلوم کمیونٹی کا کھلے بازوؤں سے استقبال ہوتا ہے۔ وہ معاشی طور پر ایک خوشحال ترین اقلیت ہیں۔ ہم ربوہ کا نام چناب نگر رکھ کر یا ان کی عبادتگاہ کو روک کر خوش ہو جاتے ہیں مگر اس کی بھاری قیمت پاکستان کو چکانا پڑتی ہے۔ مذہبی رواداری اور روشن خیالی کے حوالے سے دنیا میں ہمارا اگراف متاثر ہوتا ہے۔ کیا یہ ریکارڈ نہیں ہے کہ بھارت کو ہم اس لئے کوستے ہیں کہ وہاں سیکولرازم کے دعوے کے باوجود صحیح سیکولرازم نہیں ہے ۔ عدم رواداری ہے مگر پاکستان میں اسی سیکولرازم کو کفر اور الحاد کا نام دیا جاتا ہے۔

بلا شبہ مسلمانوں کی تاریخ میں مذہبی رواداری کو اونچا مقام حاصل ہے اور خطہ پاکستان میں جہاں صوفیائے کرام کا زیادہ اثر ورسوخ رہا مذہبی جنون پرستوں اور تنگ نظر ملاؤں کی پذیرائی نہیں ہوئی۔ اہل پاکستان بحیثیت مجموعی تحمل اور مذہبی رواداری کے قائل ہیں اس حوالے سے تنگ نظر ملاؤں سے بھی کوئی گلہ نہیں کہ ان کی تربیت ہی ایسی ہے۔ افسوس پریس کے ایک حصے اور ان قلمکاروں پر ہے جو اس ملک میں مذہبی جنون کی آبیاری کر رہے ہیں۔ جنہوں نے ملک میں ایسی فضا اور ماحول پیدا کر دیا ہے کہ کوئی انسان ان موضوعات پر زبان کھولنے سے بھی ڈرتا ہے ۔ اسلامی ثقافت کی برتری کا ہمارا دعویٰ بیجا نہیں ہے۔ مگر اس سفید چادر پر ان سیاہ دھبوں کو دھونا کس کا کام ہے؟“

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آج سے قریباً نصف صدی پیشتر اپنے پیارے مولیٰ خالق ارض وسماء کی آسمانی عدالت میں استغاثہ دائر کرتے ہوئے یہ دعائیہ اشعار کہے تھے ۔

ہے امن کا داروغہ بنایا جنہیں تو نے
خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے
سچ بیٹھا ہے اک کونہ میں منہ اپنا جھکا کر
اور جھوٹ کے اڑتے ہیں فضاؤں میں غبارے
ظلم وستم وجور بڑھے جاتے ہیں حد سے
ان لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے
گر زندگی دینی ہے تو دے ہاتھ سے اپنے
کیا جینا ہے یہ، جیتے ہیں غیروں کے سہارے

خدا کرے وہ دن جلد آجائے جب عرش سے ”اَلَا اِنَّ نَصرَاللّٰہِ قَرِیب“ کی آسمانی قرناء سے ایک ایسی نئی زمین اور نیا آسمان معرض وجود میں آجائے جس کے شہنشاہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے لائے ہوئے آفاقی قانون، قرآن مجید کی حکومت ہر دل پر پوری شان وشوکت سے قائم ہو جائے۔ سب ایک ہوں اور نیک ہوں۔

طیّب فوڈز لندن
شادی بیاہ ودیگر تقریبات کے موقع پر
اعلیٰ، معیاری کھانوں کا مناسب داموں انتظام کیا جاتا ہے
نیز گھریلو استعمال کے لئے فروزن سیخ / شامی کباب اور کاغذی سموسے بھی دستیاب ہیں
ہمارا نام اعلیٰ معیار کی ضمانت
TAYYAB FOODS LONDON
Tel: 020 8390 3862 + 079 3268 3203

آہ میری امینہ

(چوہدری انور احمد کاہلوں۔ لندن)

۱۴؍اپریل ۲۰۰۱ء بروز بدھ صبح سات بجے بمع اپنی دو بہنوں کے لاہور سے روانہ ہوا۔ ربوہ پہنچ کر بہشتی مقبرہ میں حاضری دی۔ پھر صاحبزادی صوفیہ (بنت صاحبزادی امتہ الجمیل) کے ہاں پہنچے۔ چند منٹ بعد چھوٹے بھائی رفیع کا کراچی سے فون آیا کہ اسی دن فجر کے بعد ان کی بھابھی سو کر نہ اٹھیں۔ نیند میں ہی مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلانے والا ہے سب سے پیارا۔

امینہ موضع بھنگواں ضلع گورداسپور میں ۲۳؍نومبر ۱۹۳۳ء اپنے والد چوہدری نذیر احمد صاحب طالبپوری کے ہاں پیدا ہوئیں۔ ان سے قبل چار بھائی تھے اور کوئی بہن نہیں تھی۔ دادا نے اس خوشی میں چاندی کے روپے بانٹے۔ کہتے ہیں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ خداداد ذہانت شروع سے ہی عیاں تھی۔ ایک بزرگ نے کہا اس لڑکی سے ہنس کھیل کر لیں۔ اتنی ہوشیار بچیاں بچپن میں ہی چل بسا کرتی ہیں۔ بھنگواں میں سکول نہ تھا۔ تایازاد بہن نے جو چوہدری تاج محمد صاحب (والد چوہدری شاہنواز) سے بیاہی تھیں چھور کاہلواں بلا لیا۔ پھر چوہدری شکراللہ خان صاحب (برادر چوہدری ظفراللہ خان صاحب) نے ڈسکہ بلا لیا۔ ان کی دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے وفات پا گئی تھیں۔ امینہ کو اپنی بیٹی بنا لیا۔ پھر اللہ نے چوہدری شکراللہ خان صاحب کو دو اور بیٹیاں دیں۔ امینہ کے والد نے اپنی چہیتی بیٹی کو واپس اپنے پاس بلا لیا اور جالندھر میں مدرسۃ البنات میں داخل کروادیا۔

۱۹؍نومبر ۱۹۴۱ء کو حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے نئی حویلی میں ایک کثیر تعداد احباب کے سامنے نکاح پڑھا۔ ملک غلام محمد صاحب جو بعد میں گورنر جنرل ہوگئے تھے خطبہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کہا "چوہدری صاحب میرا نکاح ایک بار پھر پڑھ دیں اور خطبہ بھی دیں"۔

۱۹؍نومبر ۱۹۴۱ء کو بارات لاہور سے بھنگواں گئی۔ دعوت ولیمہ میں لاہور میں بہت سے دوست اور رشتہ دار شامل ہوئے۔ ۲۳؍نومبر امینہ کا ۱۸واں جنم دن تھا۔ شادی کے بعد ہم بذریعہ کار دہلی پہنچے پھر بذریعہ کار ہی کلکتہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ کلکتہ میں قیام زیادہ وقت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کے قریب کے فلیٹ میں رہا۔ صاحبزادہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبزادی نصیرہ بیگم کی محبت بھری توجہ سے امینہ مستفید ہوئی۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ اللہ نے زبیدہ بیگم، ہارون الرشید اور مامون الرشید تین بچے عطا کئے جو سب نماز جنازہ میں شامل تھے گو ان میں سے کسی کی رہائش انگلستان میں نہ تھی۔

کلکتہ میں صاحبزادی نصیرہ بیگم کی قیادت میں لجنہ اماء اللہ میں کچھ خدمات کا موقعہ ملا۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے خوفناک قحط میں صاحبزادی صاحبہ کے ساتھ مل کر ہر روز ۱۰۰ غرباء کو کھانا کھلانے کی توفیق ملی۔ چھوٹے بچوں کے لئے دودھ بھی تقسیم ہوتا تھا۔

۱۹۵۱ء میں مشرقی پاکستان چلے گئے۔ بچوں کو قرآن کریم اور دینی تعلیم کے لئے مولوی ظل الرحمٰن صاحب سے مدد طلب کی۔ ڈھاکہ میں سوسائٹی کی بڑی بڑی خواتین سے دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ بقول ایک سہیلی کے "وہ ان سب کی لیڈر تھیں"۔ امریکن خواتین سے مل کر "Women Voluntary Association" قائم کی اور خود Industrial Department کی صدر بنیں۔ غریب عورتوں کی مدد کے لئے خود کپڑے خرید کر دیتیں، خود Pattern مہیا کرتیں۔ اس طرح غریب خواتین کپڑے ان کی ہدایت کے مطابق سی کر لاتیں اور روزی کماتیں۔

انگلستان ۱۹۷۶ء میں آئیں۔ ابتداء سے خواہش تھی کہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی خدمت کے مواقع حاصل کروں۔ اللہ نے ان کی یہ خواہش پوری کردی۔ ۱۹۷۹ء کے بعد ہر شام حضرت چوہدری صاحب ہمارے ہاں کھانے پر آتے۔ پرہیزی کھانا امینہ بڑے شوق اور انہماک سے تیار کرتیں۔ اگلے دن کے لئے سینڈوچ وغیرہ ہمراہ کردیتیں۔ ۱۹۸۱ء میں حضرت چوہدری صاحبؓ ہمارے گھر سے ملحق فلیٹ میں منتقل ہوگئے۔ اب امینہ کو مزید خدمت کا موقعہ ملا۔ ۱۹۸۲ء میں حضرت چوہدری صاحبؓ کے دونوں پاؤں پر کچھ زخم ہوگئے تھے۔ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور سلمہ مبارکہ خان صاحبہ نے Yorkshire میں بلا کر زخم دھونے، مساج کرنے اور پٹیاں باندھنے کی ٹریننگ دی۔ بفضل خدا حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ کے ہمراہ ۱۹۶۷ء میں امینہ کو حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی تھی۔

۱۹۸۲ء کے قریب جب محترمہ چچی مجیدہ بیگم صاحبہ (زوجہ چوہدری شاہنواز صاحب) لندن کی لجنہ کی صدر تھیں، امینہ کو نائب صدر چنا۔ وہ صدر کی دست راست بن گئیں اور اکثر احمدی خواتین سے دوستانہ تعلقات ہوگئے۔

۱۹۸۸ء میں پھر ظاہر ہوگیا کہ امینہ بہت باتیں بھولنے لگی ہیں۔ گھڑی سے وقت بھی نہ بتا سکتی تھیں۔ امریکہ میں تشخیص کے لئے لے جایا گیا۔ بتایا کہ ایلزہائمر ہے۔ نوکری ترک کردی۔ مکان بیچ دیا اور آدھی قیمت پر سلمہ مبارکہ نے یارکشائر میں مکان لے دیا۔ بیماری بڑھتی گئی۔ ۱۹۹۰ء میں کرسمس سے ایک دن قبل بچوں کے اصرار پر پاکستان چلے گئے، صحت گرتی گئی۔ ۱۹۹۲ء کے شروع میں ڈاکٹروں نے کہا کہ صرف دو سال اور زندہ رہیں گی۔ واپس انگلستان لے آئے۔ اللہ نے نو سال سے زائد مزید عمر عطا کی۔ الحمدللہ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی نگرانی میں علاج رہا۔ اللہ انہیں جزا دے۔

۱۹۹۶ء میں مرض اتنا بڑھ چکا تھا کہ نہ مجھے پہچانتی تھیں اور نہ اپنے بچوں کو۔ فروری ۱۹۹۲ء سے متواتر Nursing Home میں رہیں۔

وفات کی اطلاع ملنے پر تینوں بچے، بہو، دونوں نواسیاں، ایک بھانجا اور ایک بھانجی لندن پہنچ گئے۔ ۱۶؍اپریل کو سب یارکشائر پہنچے۔ اگلے دن مسجد فضل لندن کے احاطہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبل از نماز ظہر نماز جنازہ پڑھائی اور پسماندگان کو ملاقات کا شرف بخشا۔ بعدازاں بروک ووڈ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اس طرح ۶۰ سال کا ساتھ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے تعلق میں ہدایات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"نکاح کا معاملہ بہت خشیت اور ڈر کا معاملہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا خاتمہ چند سال میں نہیں ہو جاتا۔ لوگ کہتے ہیں عمر بھر کے لئے ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ لاکھوں سال کے لئے ہے بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ عرصہ کے لئے کیونکہ مرنے کے بعد بھی یہ تعلق اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔ اس لئے اس میں بہت خشیت اور خوف کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسان بہت احتیاط سے کام لے اور تقویٰ کے ماتحت دعاؤں اور استخاروں پر زور دے۔ مگر لوگ اس معاملہ میں عموماً دعاؤں اور احتیاطوں سے کام نہیں لیتے۔ حکم ہے کہ صاف سیدھی بات کہو مگر لوگ پر پیچ بات کہتے ہیں۔ حکم ہے کہ تقویٰ سے کام لو۔ مگر سنا ہے کہ لوگ خصوصاً عورتیں اس موقع پر گالیاں اور فحش گیت گاتی ہیں جس سے دلوں پر زنگ لگتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری جماعت میں یہ بات نہیں"۔

اسی طرح فرمایا:

"اس میں استخارہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریمؐ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ مسلمان کا کوئی کام استخارہ کے بدوں نہیں ہونا چاہئے۔ کم از کم بسم اللہ سے ضرور شروع ہو اور طریق استخارہ یہ ہے کہ دعائے استخارہ پڑھی جائے۔ ایک دفعہ کم از کم سات دن تک عموماً صوفیاء نے چالیس دن رکھے ہیں۔ اس کے بہت برکات ہوتے ہیں جن کو ہر ایک شخص جس کو تجربہ نہ ہو نہیں سمجھ سکتا"۔

(خطبہ نکاح فرمودہ ۹؍فروری ۱۹۲۱ء)

اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ والدین کو چاہئے کہ واقفین نو بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں۔ (ارشاد حضرت خلیفة المسيح الرابع ايده الله تعالىٰ بنصره العزيز)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

مکان وپلاٹ برائے فروخت

ماڈل ٹاؤن ھمک اسلام آباد میں ایک عدد مکان برائے فروخت

ڈرائنگ ، ڈائننگ ، ٹی وی لاؤنج ، تین عدد بیڈروم اٹیچ باتھ اور کارپورچ

اس کے علاوہ ایک عدد رہائشی پلاٹ بھی برائے فروخت

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل فون پر رابطہ قائم کریں

0049 6181 73849

E-mail: modeltownhumak@hotmail.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳ مارچ ۲۰۰۰ء میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ آپؓ کا نام عبداللہ، کنیت ابومحمد، ابورواحہ یا ابوعمرو تھی۔ ۱۳ نبوی میں حج کے موقعہ پر اوس اور خزرج کے کئی سو آدمی مکہ میں آئے جن میں سے ستر اشخاص نے قبول اسلام کی توفیق پائی جن میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی شامل تھے۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ کا واقعہ ہے۔ آنحضرتﷺ نے جب بارہ نقیب مقرر فرمائے تو آپؓ کو آپ کے قبیلہ حارث بن خزرج کا نقیب مقرر فرمایا۔ ہجرت کے موقع پر مؤاخات کا آغاز ہوا تو حضرت مقداد بن اسودؓ سے آپؓ کا رشتہ اخوت استوار ہوا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جنگ بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں بھی شرکت کی۔ بیعت رضوان میں بھی شامل ہوئے۔ غزوہ خندق میں خندق کی کھدائی کے موقعہ پر آنحضورﷺ اور صحابہؓ عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار پڑھتے تھے۔

خیبر کے یہود میں سے ایک شخص اسیر بن رزام نے آنحضرتﷺ کے خلاف تقاریر کرکے اشتعال پھیلایا۔ آنحضورﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو پہلے تین دیگر صحابہؓ کے ہمراہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے خیبر کی طرف روانہ فرمایا۔ جب یہ خبر سچی نکلی تو پھر آپؓ کی قیادت میں ہی تیس صحابہ کو خیبر کی طرف روانہ فرمایا۔ یہودیوں کے ایک گروہ سے لڑائی ہوئی۔ بعض مسلمان زخمی ہوئے لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، البتہ سارے یہودی ہلاک ہوگئے۔ اس لڑائی میں آپؓ کے چہرہ پر زخم لگا۔ جب واپس آئے تو آنحضورﷺ نے اپنا لعاب دہن آپؓ کے زخم پر لگایا چنانچہ مرتے دم تک اُس زخم میں نہ پیپ پڑی، نہ درد ہوا۔

خیبر کی فتح کے بعد آنحضورﷺ اہل خیبر کے پاس آپؓ ہی کو بھجوایا کرتے تھے تاکہ نخلستان کی پیداوار کا تخمینہ لگاکر مسلمانوں اور یہودیوں کے اموال کو تقسیم کردیں۔

عمرۃ القضا میں آنحضرتﷺ مکہ تشریف لے گئے تو آپؓ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور اپنے اشعار پڑھ رہے تھے۔

۸ ہجری میں آنحضرتﷺ نے تین ہزار صحابہؓ حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں موتہ کی طرف روانہ فرمائے اور فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہوجائیں تو جعفرؓ امیر لشکر ہوں گے اور اُن کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر مقرر کرلیں۔ یہ لشکر معان کے مقام پر پہنچا تو ہرقل نے دو لاکھ فوج مقابل پر بھیجی۔ بعض صحابہؓ نے آنحضرتﷺ کو ایک مکتوب کے ذریعہ اس کی اطلاع دینے کا مشورہ دیا۔ اس پر عبداللہ بن رواحہؓ نے نہایت دلیری سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "خدا کی قسم وہ چیز جس سے تم ہچکچا رہے ہو، یہ تو وہی ہے جس کے طلبگار ہوکر تم نکلے ہو۔ ہم مسلمان دشمن سے تعداد، طاقت اور کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑتے، ہم تو کفار سے اس دین کے تحفظ کے لئے لڑتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ پس اللہ کا نام لے کر چلو اور مقابلہ کرو۔ دو بھلائیوں میں سے ایک کہیں نہیں گئی، فتح یا شہادت"۔ اس پر لشکر آگے روانہ ہوا۔ میدان جنگ میں یکے بعد دیگرے تینوں امیر شہید ہوگئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو شہادت کا بہت شوق تھا۔ غزوۂ موتہ کے سفر میں آپؓ نے زید بن ارقم کو اپنی سواری پر بٹھالیا۔ رات کو آپؓ یہ شعر پڑھنے لگے: "خدا کرے اب میں پیچھے اپنے اہل و عیال میں لوٹ کر نہ جاؤں اور یہ سب مسلمان جو آئے ہیں اس لئے آئے ہیں کہ مجھے ملک شام میں ایک ایسی شہادت کے ٹھکانے چھوڑ جائیں جس کے لئے میں بے چین ہوں......"۔ زید نے یہ سنا تو رو پڑے۔ اس پر آپؓ نے کہا: تیرا اس میں کیا حرج ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے اور تو کجاوے پر بیٹھ کر واپس چلا جاوے۔

آنحضورﷺ کے زمانہ میں تین شعراء بہت مشہور تھے: حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ۔

آپؓ اکثر اپنے اشعار میں کفار کو مطعون کرتے اور انہیں عار دلاتے تھے۔ فی البدیہہ بھی شعر کہتے تھے۔ آپؓ کا شمار کاتبان وحی میں بھی ہوتا ہے۔ آپؓ نہایت زاہد، عابد اور حد درجہ متقی تھے۔

ایک بار آنحضرتﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ عبداللہؓ بن رواحہ پر رحم کرے، وہ ایسی مجالس پسند کرتا ہے جس پر فرشتے بھی فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں"۔ آپؓ اکثر کسی صحابی سے کہتے کہ آؤ ایمان کی باتیں کریں۔ پھر اپنی مجلس میں اللہ کا ذکر کرتے اور اپنے ایمان میں اضافہ کرتے۔

ایک مرتبہ مسجد نبوی کی طرف جاتے ہوئے آپؓ کے کانوں میں آنحضرتﷺ کی آواز آئی کہ بیٹھ جاؤ۔ آپؓ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ یہ ارشاد مسجد کے اندر والوں کیلئے تھا۔ بعد میں کسی نے اس کا ذکر آنحضورﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اور رسول کی اطاعت میں خدا ان کی حرص و آرزو میں اضافہ کرے۔

آپؓ کی بیوی کا بیان ہے کہ جب گھر سے نکلتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور جب واپس آتے تو بھی ایسا ہی کرتے، اس امر میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم شدید گرمی کے موسم میں آنحضرتﷺ کے ہمسفر تھے۔ عبداللہ بن رواحہؓ ایسی حالت میں بھی روزہ سے تھے۔

جہاد کا بہت شوق تھا۔ آپؓ کے متعلق آتا ہے کہ ایک بھی جہاد ترک نہ کیا اور سب سے پہلے جہاد کے لئے نکلتے اور سب سے آخر میں لوٹتے۔

آنحضورﷺ سے آپؓ کو بہت محبت تھی اور بہت غیرت تھی۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آنحضرتﷺ ادھر سے گزرے اور آپکی سواری کی گرد اہل مجلس پر پڑی۔ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ گرد نہ اڑاؤ تو آنحضورﷺ اترے اور توحید پر ایک مختصر تقریر کی۔ عبداللہ بن ابی جو ابھی تک مشرک تھا، نے کہا کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے جو آپ کہتے ہیں۔ اگر یہ حق ہے تو یہاں آکر ہمیں پریشان کرنے کی ضرورت نہیں البتہ جو آپ کے پاس جائے اُس کو ایمان کی دعوت دے سکتے ہیں۔ اس پر عبداللہ بن رواحہؓ بولے: یارسول اللہ! آپ ضرور فرمائیں، ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں۔

آپؓ نے کئی نعتیں بھی کہیں۔ ایک شعر میں یوں کہا کہ "اگر آپؐ میں کھلی کھلی نشانیاں نہ بھی ہوں، تب بھی آپؐ کی شکل و صورت خبر رسالت دینے کے لئے کافی تھی"۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰ مارچ میں شامل اشاعت مکرم اکرم محمود صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

ترے وجود کا اِک بار پھر یقیں ہو جائے
عدو کے ساتھ اگر فیصلہ یہیں ہو جائے
بجا ہیں اجر کے وعدے مگر کرم ہوگا
زمین کا قصہ جو طے برسرِ زمیں ہو جائے
بسا ہوا ہے مرے دل میں دھڑکنوں کی طرح
یہ شوق ہے وہ مرے اور بھی قریں ہو جائے
یہیں پہ کوئی ضروری نہیں ترا آنا
ہے ایک خواہش دیدار سو کہیں ہو جائے

مکرم مولانا بشیر احمد صاحب مبشر دہلوی

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۳۰ مارچ ۲۰۰۰ء میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کا ذکر خیر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

تقسیم ہند کے بعد محترم مولانا بشیر احمد دہلوی صاحب مبلغ انچارج دہلی مقرر ہوئے۔ ۴۷ء میں قادیان میں جلسہ سالانہ مقامی طور پر ہی منعقد ہوا جبکہ ۴۸ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے بعض دیگر جماعتوں سے ۶۸ احباب شامل ہوئے جو محترم مولانا دہلوی صاحب اور مضمون نگار کی کوششوں سے پولیس کی حفاظت میں قادیان آکر جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ ۴۹ء میں یہ تعداد ۱۴۸ ہوگئی۔ محترم مولانا دہلوی صاحب چونکہ دہلی میں متعین تھے اس لئے حکومت اور قادیان کے درمیان رابطہ کرنے کرانے میں بہت ممد و معاون ہوا کرتے تھے۔ جلد ہی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر پرانے مبلغین کے ساتھ بغرض تربیت نئے دیہاتی مبلغین کو لگادیا گیا اور ہندوستانی جماعتوں کو از سر نو فعال بنانے کا کام جاری ہوگیا۔ تیزی سے دورہ جات ہونے لگے جن میں مبلغین تقاریر کرتے، غیر مسلموں کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موضوع بالعموم محترم دہلوی صاحب کے لئے مختص رہتا تھا۔ کسی بھی تقریب میں شامل غیر مسلم آپ کی تقریر کے منتظر رہتے تھے۔ ایک بار اڑیسہ میں ایک مذہبی تنظیم نے یوم پیشوایان مذاہب کی طرز پر ایک جلسہ منعقد کیا جس میں محترم دہلوی صاحب نے ایسی شاندار تقریر کی کہ غیر مسلموں نے اسے بے حد سراہا۔ آئندہ سال ہونے والی ایسی ہی ایک تقریب میں شرکت کی دعوت مجھے بھی ملی۔ راستہ میں ہندو یاتریوں کے قافلے مقام جلسہ کی طرف رواں دواں تھے۔ جب بھی ایسے قافلوں سے میرا سامنا ہوتا تو میرا حلیہ دیکھ کر وہ مجھے مولوی صاحب سمجھتے اور پھر "مولانا بشیر احمد کی جے" کے نعرے لگاتے اور عقیدت کے ساتھ مجھ سے ملاقات کے لئے آتے رہے۔

محترم مولانا صاحب مولوی فاضل ہونے کے علاوہ ہندی اور سنسکرت کے عالم تھے اور انہیں بہت سے لوگ تعظیماً "شاستری جی" بھی کہا کرتے تھے اور فرمائش کے طور پر اُن سے شلوک سنا کرتے تھے۔ آپ مبلغ انچارج بنگال اور اڑیسہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ کلکتہ میں ایک موزوں جگہ پر احمدیہ مسجد اور دارالتبلیغ کی تعمیر آپ کی یادگار ہے۔ آپ ہر سال اپنے علاقہ میں کسی ایک جگہ کا انتخاب کرکے سالانہ تبلیغی کانفرنس کا انعقاد کیا کرتے تھے۔

جب آپ کو قادیان بلالیا گیا تو پہلے مدرسہ احمدیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، پھر مختلف نظارتوں میں مختلف ڈیوٹیاں بجالاتے رہے اور ساتھ ساتھ ہندی ترجمہ کا کام بھی مختلف مراحل سے گزر کر آپ کے سپرد ہوگیا اور آپ نے ہی اسے مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

اپنی بیوی کی وفات کے بعد آپ لندن منتقل ہوگئے اور یہیں ۱۱ جنوری ۲۰۰۰ء کو تقریباً ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳ جنوری کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔

Muslim TELEVISION AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
18/06/2001 – 24/06/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours.
For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344
ALL TIMES ARE NOW GIVEN IN GMT

Monday 18th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.134, First Part ®
Rec: 23.01.99
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.329 ®Rec: 17.10.97
01.55 MTA USA: Documentary
Wildlife - Bow Hunting of Deer
03.00 Urdu Class: Lesson No.197 ®
04.20 Learning Chinese: Lesson No.218 ®
Presented by Usman Chou Sahib
04.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ® Rec: 10.06.01
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Workshop No.3
Produced by MTA Pakistan
07.00 Dars Ul Quran: No.24 (1998) ® Rec: 27.01.98
08.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.329 ®
09.30 Urdu Class: Lesson No.197 ®
10.35 Documentary: Luxor, Egypt
Produced by MTA International
10.50 Indonesian Service: Friday Sermon
With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
12.55 Rencontre Avec Les Francophones:
Rec:11.06.01
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Homeopathy Class No.29 Rec.26.07.94
16.05 Children's Corner: Class No.134 Final Part
Rec:23.01.99
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.198 Rec.16.08.96
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.330
Rec: 15.10.97
20.15 Turkish Programme: Various Items
20.50 Rencontre Avec Les Francophones ®
21.50 Ruhani Khazaine: Quiz Programme
22.30 Homeopathy Class: Lesson No. 29 ®
23.35 Documentary: Luxor ®

Tuesday 19th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.134 Final Part ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.330 ®
02.15 MTA Sports: Kabadi with Waqfeen-e-Nau
Itfal ul Ahmadiyya, 1997
02.45 Urdu Class: Lesson No.197 ®
03.45 Seerat-O-Swanah:
Hadhrat Khalifatul Masih III (Rahmatullah)
By Maulana Mohammad Azam Akseer Sb
05.00 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: Lesson No.134 Final Part ®
07.10 Pushto Programme: Friday Sermon
Rec.31.03.00
08.05 Ruhani Khazaine: Quiz Prog. ®
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.303 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.197 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.4
Presented by Naveed Marty Sahib
12.55 Bengali Mulaqat: With Huzoor Rec:12.06.01
13.55 Bengali Service: Various Items
14.55 Tarjamatul Quran Class: No.192 Rec.16.04.97
16.05 Children's Corner: Guldasta No.36
Produced by MTA Pakistan
16.45 Le Francais C'est Facile: Lesson No.4 ®
17.05 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.25 Urdu Class No.199 Rec. 17.08.96
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.331
20.30 MTA Norway: Various Items
Presenter: Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
20.50 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
21.50 Hamari Kainat: No. 95
Presented by Sayyed Tahir Ahmad Sahib
22.25 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.192 ®
23.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.4 ®

Wednesday 20th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Guldasta No.36 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.331 ®
02.05 Bengali Mulaqat: ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.199 ®
04.25 Le Francais C'est Facile: Lesson No.4 ®
04.50 Tarjamatul Quran: Lesson No.192 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta No.36 ®
07.05 Swahili Programme: Muzaakharah
Topic: The status of women in Islam
Host: Abdul Basit Shahid Sahib
08.10 Hamari Kainat: Prog. No.95 ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.331 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.199 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Urdu Asbaaq: Prog. No.51
By Maulana Choudhry Hadi Ali Sb.
13.05 Atfal Mulaqat: With Huzoor
Rec.01.12.99
13.55 Bengali Service: Various Items
14.55 Tarjamatul Quran Class No.193
Rec:22.04.97
16.00 Children's Corner: Hikayaate Shereen
Presented by Shaukat Gohar Sahiba
16.20 Urdu Asbaaq: Lesson No.51®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.200
Rec.18.08.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: No.332
20.30 MTA France: Interview with Lajna converts
Mulaqat: With Huzoor ®
21.50 Discussion:Intro. to the book Fazlul Kitab, Pt1
Written by Hadhrat Khalifatul Masih 1
Host: Fuzail Ayaz Ahmad Sahib
22.30 Tarjamatul Quran: Lesson No.193 ®
23.30 Urdu Asbaq: Lesson No.51 ®

Thursday 21st June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 ®
02.10 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.200 ®
04.05 Discussion: ®
04.30 Urdu Asbaaq: Prog. No.51 ®
05.00 Tarjamatul Quran: Lesson No.193 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
06.55 Sindhi Programme: Quiz
Presenter: Masood Ahmad Chandieu Sahib
07.10 Sindhi Programme:The Importamce of Namaz
07.25 Tabarukaat:
08.20 Documentary: A visit to Northern Spain
Produced by MTA International
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.200 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Aina: A reply to allegations made against
Ahmadiyyat
Host: Laiq Ahmad Abid Sahib
13.10 Q/A Session: With Huzoor and English Guests
Rec: 03.03.96, Final Part
14.05 Bengali Service: F/S Sermon by Hazoor
Rec.21.07.95
15.15 Homeopathy Class No.30
Rec:08.08.94
16.25 Children's Corner: Guldasta No.37 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.201
Rec: 06.09.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.333
Rec: 22.10.97
20.30 MTA Lifestyle: Al Maidah
How to prepare 'Sweet Kaddu Pudding'
20.40 Tabarukaat: ®
21.40 Quiz: History of Ahmadiyyat,
No.88, Final Part
22.15 Homeopathy Class: Lesson No.30 ®
23.25 Aina: A reply to allegations made against
Ahmadiyyat ®

Friday 22nd June 2001

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Guldasta No.37 ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.333 ®
02.05 Tabarukaat: ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.201 ®
04.05 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04:15 Aina: Reply to Allegations ®
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.30 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Guldasta No.37 ®
07.10 Quiz: History of Ahmadiyyat ®
07.45 Saraiky Programme: Friday Sermon
Rec.29.09.00
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.333 ®
09.40 Urdu Class: Lesson No.201®
10.45 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.20 Bengali Service: Various Items
11.50 Nazm & Darood Shareef
12.00 Friday Sermon: From London
13.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
14.00 Documentary: A Visit to Wadi-e-Kealaash
14.35 Majlis e Irfan: With Huzoor
Rec.02.06.01 from Majlis e Shura UK 2001
15.20 Friday Sermon: ®
16.20 Children's Corner: Class No.51, Part 2
Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.202 Rec.07.09.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.334
20.35 Documentary: A Visit to Wadi-e-Kealaash
21.25 Friday Sermon: ®
22.25 A Talk: With Abdul Mannan Naheed Sb.
23.15 Majlis e Irfan ®

Saturday 23rd June 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Class No.51, Part 2
Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.05 Friday Sermon: ®
02.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.334 ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.202 ®
04.25 Computer for Everyone: Part 104
Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
05.00 Majlis e Irfan: ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: No.51 Part 2 ®
Produced By MTA Canada
07.40 MTA Mauritius: Children's Class
08.20 Documentary: Gubraal - Utroat
Produced by MTA Pakistan
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.334 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.202 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Computers for Everyone: Part No.104 ®
13.05 German Mulaqat: With Huzoor
Rec:13.06.01
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Quiz: Khutbat-e-Imam
16.00 Children's Class: With Huzoor Rec.23.06.01
17.00 German Service: Various Items
18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.203 Rec.08.09.96
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.335
20.35 Arabic Programme: A few extracts
from Tafseer ul Kabeer – No.21
Read by Munir Adilbi Sahib
21.20 Children's Class: Rec.23.06.01 ®
22.25 Waqfeen-e-Nau Programme: No.4
22.55 German Mulaqat: ®

Sunday 24th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Quiz Khutabat-e-Iman
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.335 ®
02.00 Canadian Horizon: Children's Class No.77
Hosted by Naseem Mehdi Sb.
03.00 Urdu Class: Lesson No.203 ®
04.05 Seeratun Nabi (saw): Prog. No.39
Host: Saood Ahmad Khan Sahib
05.05 Children's Class: Rec.23.05.01 ®
06.00 Tilawat, News
07.00 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.30 German Mulaqat: ®
08.30 Chinese Programme: Book reading
Read by: Usman Chou Sahib – Part 7
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.335 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.203 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese: Lesson No.219
With Usman Chou Sahib
13.10 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
Rec:17.06.01
14.10 Bengali Service: Various Programmes
15.10 Friday Sermon: From London ®
16.20 Children's Class: No.135 - First Part
Rec.30.01.99
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.204
Rec: 13.09.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.336
20.30 MTA USA: The Thunderbirds, F-16
21.25 Dars ul Quran No.25
Rec:28.01.98
22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, June 15, 2001 | Issue No. 24

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

تاریخ اسلام کا ایک شاندار واقعہ

سر تھامس آرنلڈ اپنی شہرہ آفاق کتاب دعوت اسلام (The Preaching of Islam) میں مسلم ہندوستان کے متدین بادشاہ اور مجدد وقت حضرت حافظ اورنگ زیب عالگیر رحمۃ اللہ علیہ (دور حکومت ۱۶۵۸ء۔ ۱۷۰۷ء) کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"اورنگ زیب کے فرامین اور مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ میں جو ابھی تک طبع نہیں ہوا ہے مذہبی آزادی کا وہ جامع ومانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔ جس واقعہ کے متعلق یہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ عالگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازموں کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت میں برخاست کردیا جائے کہ وہ آتش پرست ہیں اور ان کی جگہ کسی تجربہ کار معتبر مسلمان کو مقرر کیا جائے۔ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے ﴿یَآاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ﴾ (اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت جانو)۔ عالمگیر نے عرضی پر حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں ہے اور نہ ان معاملات میں تعصب کو جگہ مل سکتی ہے اور اس قول کی تائید میں یہ آیت نقل کی ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾ (تم کو تمہارا دین اور ہم کو ہمارا دین)۔ بادشاہ نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر یہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو ہم کو چاہئے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤں اور ان کی رعیت کو غارت کردیتے"۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ بادشاہی نوکریاں لوگوں کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملیں گی اور کسی لحاظ سے نہیں مل سکتیں"۔

("دعوت اسلام" مترجم صفحہ ۲۱۲۔ ناشر نفیس اکیڈیمی کراچی۔ طبع دوم فروری ۱۹۲۹ء)

☆......☆......☆......☆

اسلامی رواداری کے "جنازہ" کے دلدوز مناظر

ایک معروف پاکستانی دانشور اور قانون دان کا لرزہ خیز بیان

جناب اصغر علی گھرال ایڈووکیٹ کے قلم سے روزنامہ "دن" (مورخہ ۱۲ر دسمبر ۲۰۰۰ء) میں پاکستان کے مظلوم احمدیوں پر ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا دردناک نقشہ:

"کافی دن ہوئے نئی دہلی سے فارغ ہو کر واپس آنے والی ایک خاتون ڈپلومیٹ کی الوداعی پارٹی کے حوالے سے پریس میں خاصی لے دے ہوئی۔ پھر بات چلتے چلتے بھارتی ثقافت اور پاکستانی ثقافت کے تقابل تک پہنچ گئی۔ دیکھنے والوں نے بھارتی کلچر کی برائیوں کو گنوایا۔ وہاں انسانوں کے مابین شدید امتیازی سلوک کی بجا طور پر بھرپور مذمت کی کہ وہ سوسائٹی آج ۲۱ویں صدی میں بھی برہمن اور شودر میں تقسیم ہے اور شودر ذات یا نچلی ذات کے ہندو سماجی حقوق سے محروم چلے آرہے ہیں۔ ذات پات کے فرق کے باعث وہاں ملازمتوں میں شودروں کی ترقی رک جاتی ہے۔ سیکولرازم کے بلند بانگ دعووں کے باوجود وہاں اقلیتوں مسلمانوں، سکھوں اور عیسائیوں پر مظالم توڑے جارہے ہیں۔ اس کے برعکس اس امر پر فخر ومباہات کا اظہار کیا گیا کہ ہمارے کلچر میں انسانوں کے مابین برابری ہے، مساوات ہے، کوئی اونچ نیچ نہیں ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ سلوک مثالی ہے۔ اگرچہ پاکستان میں سیکولرازم کی بجائے مذہبی نظام رائج ہے مگر اسلامی نظام میں سیکولرازم سے کہیں زیادہ نرمی، رواداری، روشن خیالی، تحمل اور برداشت ہے۔ ہم اس قومی افتخار میں برابر کے شریک ہیں تاہم کامل اور نقائص سے پاک تو ذات باری ہے۔ ہم ثقافت کے حوالے سے کاملیت کا دعویٰ شاید نہ کرسکیں اور اگر کہیں کوئی کمی یا خرابی موجود ہے تو اس کا اعتراف بھی عظمت کی علامت ہے اور اصلاح احوال کی نیت سے اس کی نشاندہی اور خود احتسابی کی کوشش بے محل نہ ہوگی۔

گزشتہ دنوں ڈاک سے مجھے حیدر آباد سندھ سے ایک مجسٹریٹ کی عدالت کے ایک فیصلے کی مصدقہ نقل موصول ہوئی وہ نقل تو کاغذات میں کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں۔ تاہم اس کا خلاصہ ذہن میں محفوظ ہے وہ یوں ہے کہ ایک نوجوان کو قابل اعتراض پمفلٹ تقسیم کرنے پر گرفتار کرکے حوالات میں ڈال دیا گیا۔ اس نے حوالات میں بند ہو کر وضو کیا اور قبلہ رو ہو کر عبادت کی۔ ایک مولانا

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

مسجد احمدیہ زیگا (Ziga) بورکینا فاسو کی

تقریب افتتاح

(رپورٹ: محمود ناصر ثاقب، امیر ومشنری انچارج بورکینا فاسو)

دارلحکومت واگا ڈوگو سے مغرب کی طرف آئیوری کوسٹ کی سرحد کے نزدیک بورکینا فاسو کا دوسرا بڑا شہر "بوبو جلاسو" ہے۔ اس ریجن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کو بہت نمایاں کامیابیاں نصیب ہورہی ہیں۔ اس ریجن کی ایک جماعت زیگا جو 'بوبو جلاسو' سے مشرقی جانب ۳۵ کلومیٹر کے

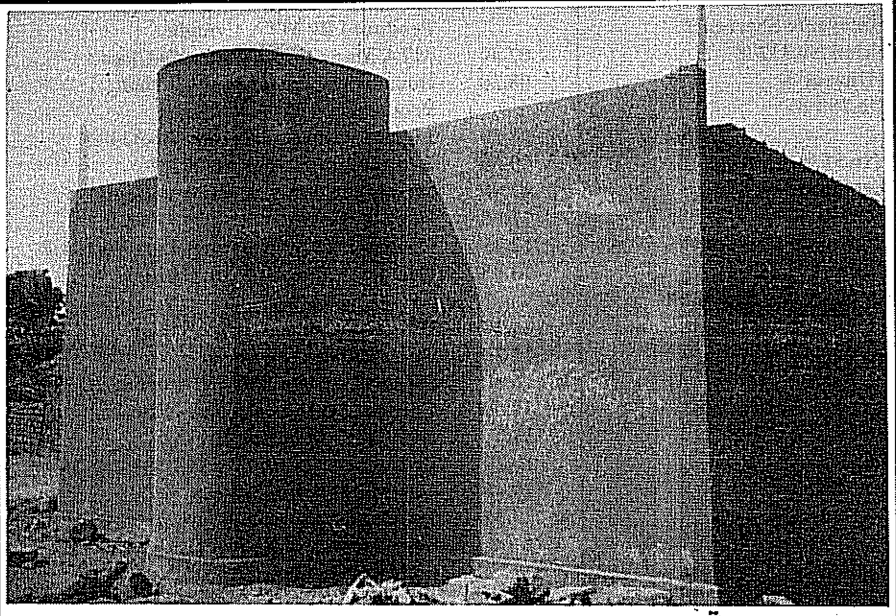

نو تعمیر شدہ مسجد احمدیہ زیگا (Ziga) بورکینا فاسو کا ایک خوبصورت منظر

فاصلے پر مالی (Mali) کی طرف واقعہ ہے۔ یہاں مسجد کی تعمیر کا کام ستمبر ۲۰۰۰ء سے شروع کیا گیا اور بفضلہٖ تعالیٰ دو ملین ایک لاکھ فرانک سیفا کی لاگت سے ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے مقامی جماعت نے بہت تعاون کیا۔ ریت، بجری وقار عمل کرکے اکٹھی کی گئی اور مزدوری مقامی احباب نے کی جس سے کافی بچت ہوئی۔ اس سارے کام کی نگرانی ریجنل مبلغ بشارت نوید صاحب نے کی۔

مسجد کا افتتاح اور ریجنل جلسہ

یہاں کے امام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بااثر شخصیت ہیں۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اردگرد کے احمدی بھائیوں کو اپنے پاس بلائیں۔ نیز دیگر ائمہ جنہوں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی ان کو بھی دعوت دیں تاکہ ان کو تبلیغ کی جاسکے۔ اس پروگرام کے لئے ۱۶ر مارچ جمعۃ المبارک کا دن چنا گیا۔

مقامی صدر نے اردگرد کے دیہات میں دعوت نامے بھجوائے۔ ریڈیو کے ذریعہ بھی اعلان کروایا گیا۔

۱۵ر مارچ بعد نماز عشاء معلم دابو مجید اور معلم عبدالرحمٰن نے ان کے ساتھ پروگرام بنائے۔ صبح بعد از نماز فجر پہلا سیشن ہوا جو نو بجے تک جاری رہا۔ صبح نو بجے اردگرد کے دیہات سے مہمان آنے شروع ہوئے۔ نیز سرکاری معززین بھی تشریف لائے جن میں پولیس کے افسران کے علاوہ سرکاری اہلکار ہماری دعوت پر تشریف لائے۔

صبح دس بجے کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ لوکل زبان میں ترجمہ کے بعد ریجنل مبلغ بشارت نوید صاحب نے تمام آنے والے معززین کا شکریہ ادا کیا اور ان کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد فورے زبان میں جماعت کا تعارف اور عقائد بیان کئے گئے۔ پھر جولا زبان میں تقریر کی گئی۔ اس کے بعد خاکسار نے مساجد کی تعمیر کی غرض

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔